9
دل بدلے تو زندگی بدلے
پارٹ-1
علم دل میں کیوں نہیں اترتا؟
نگہت ہاشمی
النور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم دِل میں کیوں نہیں اُترتا؟

نگہت ہاشمی

علم دِل میں کیوں نہیں اُترتا؟

استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : علم دل میں کیوں نہیں اترتا؟

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : اپریل 2007ء

تعداد : 2100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 98/CII گلبرگ III فون 042-7060578-70605[illegible]

فیصل آباد : 103 سعید کالونی نمبر 1، کینال روڈ فون: 041 - 872 1851

بہاولپور : 7A عزیز بھٹی روڈ ماڈل ٹاؤن اے فون: 062 - 2875199

2885199 فیکس : 062 - 2888245

ملتان : 666/G/1، بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی بوسن روڈ گلگشت

فون: 061 - 600 6449

ای میل : alnoorint@hotmail.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

النور کی پراڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:

موڈرن کمیونیکیشنز 48-B گرین مارکیٹ بہاولپور

قیمت : روپے

ابتدائیہ

قرآن کو پڑھتے ہوئے اور سنتے ہوئے قرآن دل پر دستک دیتا ہے لیکن ہم قرآن کے لیے دل کا دروازہ نہیں کھولتے۔ پھر علم کے دل پر اثرات نہیں ہوتے، دل اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتا اور زندگی نہیں بدلتی۔

علم کے لیے اس کے باطنی حواس استعمال نہ کریں تو اس کی وجہ سے رب سے کنکشن نہیں جڑتا، تعلق نہیں بنتا۔ جب محض ظاہری حواس سے کام لیتے ہیں اور باطنی حواس کو سُلائے رکھتے ہیں تو ہم حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ حق ہمارے اندر نہیں اترتا۔ خاص طور پر (تلاوت) قرآن کا معاملہ اسی طرح سے ہے۔ الفاظ منہ سے نکلتے ہیں، کان سنتے ہیں، آنکھ پڑھتی ہے لیکن وہ الفاظ دل میں نہیں اترے۔ حقیقی فائدہ نہیں ہوتا تو کوئی کام صحیح نہیں ہوتا۔

استاذہ نگہت ہاشمی نے انتہائی شفقت اور محبت کے ساتھ اس جانب رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں علم سے بھرپور فائدہ اُٹھانے اور دل میں اُتارنے کا احساس شدت سے عطا فرمائے کیونکہ اسی سے علم کو حقیقی انداز میں دیکھنے کا شوق اُبھرتا ہے۔ اسی

سے انسان اُونچی پرواز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج یہ رہنمائی کتابچے کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اس روشنی سے منوّر فرمائے اور ہمیں اِس روشنی کو پھیلانے والا بنادے۔ (آمین)

پبلشنگ سیکشن

النور انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ لوگ ابھی ابھی کیا پڑھ رہے تھے؟

طالبات: سورۃ الکہف۔

استاذہ: سورۃ الکہف تو پڑھ رہے تھے لیکن اِس میں آپ نے کیا پڑھا جو آپ کے ذہن میں ہے؟

طالبہ: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا (الکہف:46)

"یہ مال اور یہ اولاد محض دنیا کی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش ہے۔ اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے ربّ کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور اُنہی سے اچھی اُمیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں۔"

استاذہ: جس کے پاس نہ مال ہو نہ بیٹے وہ کیا سمجھے کہ حیاۃ دنیا کا مطلب کیا ہے؟ مجھے یہ بتائیں کہ جو چیز پاس ہوتی ہے اسی کی حقیقت کا زیادہ ادراک ہوتا ہے ناں! first hand experience۔ جب آپ کا ایک چیز کے بارے میں وہ تجربہ ہی نہیں ہے تو پھر اس کی حقیقت پہ خود کو یقین کیسے دلاتے ہیں کہ واقعی یہ دنیا کی زینت

ہے؟ کیا چیز ذہن میں آتی ہے؟

طالبہ: میرے ذہن میں یہ آتا ہے کہ جیسے میرے والدین کی، بیٹے کی اور مال کی جو اہمیت ہے، اِس level پہ میرے نزدیک میرے لیے کیا اہم ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے لیے کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی زینت ہے تو اِس level پر میرے لیے وہ چیز ہے جو میرے نزدیک اہم ہے۔

استاذہ: وہ کیا ہے؟

طالبہ: کبھی اسٹڈیز اہم ہو جاتی ہیں اور کبھی کچھ اور۔

استاذہ: نہیں۔ اصلی بات نہیں pick کی۔

طالبہ: مجھے سوچنے کا ٹائم دیں۔

استاذہ: اِس سے پتہ لگتا ہے ناں کہ جو چیز اپنے تجربات میں سے نہیں ہوتی بلکہ دوسروں کے تجربات ہوتے ہیں اِسی میں Observation کے لیے سمجھنے کے لیے کوشش زیادہ کرنی پڑتی ہے لیکن حال یہ ہے کہ ذہن تو اپنی جگہ سے ہلتا ہی نہیں ہے اِسی لیے تو دل میں قرآن نہیں اترتا ناں!

استاذہ: اور کوئی فرد جس نے کچھ اپنے لیے لیا ہو؟ قرآنِ حکیم پڑھتے ہوئے کوئی ایسی چیز جس کی تصویر دل کے اندر بنی ہو، جو آپ کے لیے ہو، جو آپ نے لیا وہ بتا دیں۔

طالبہ: میڈم آج تلاوت کر رہے تھے۔ جب سورہ الکہف میں الباقیاتُ الصالحات (باقی رہنے والی نیکیوں) کا ذکر آیا، ایسے لگا کہ جب اندر سے صالحات کی دوڑ لگتی ہے تو پھر باقیات کی طرف دھیان آتا ہے۔

استاذہ: اندر سے صالحات کی دوڑ لگنے سے کیا مراد ہے؟

طالبہ: جب آپ صحیح نیت کے ساتھ کام نہیں کر رہے ہوتے، جتنی کوشش کرنی ہوتی ہے اُس سے پیچھے ہوتے ہیں، دل سے کوشش نہیں کرتے پھر Motivation بھی کم ہوتی ہے تو تلاوت کرتے ہوئے بار بار یہی لگ رہا تھا کہ ہاں صالحات ہی تو وہ اصل چیز ہے جس کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔یہی باقی رہنے والی ہے۔

استاذہ: وہ صالح عمل بتائیے جس کی تصویر آپ کے ذہن میں بنی تھی۔

طالبہ: دعوت کے حوالے سے پہلے میرے ذہن میں بہت منفی خیال آتے تھے۔یہ بات نہیں ہے کہ میں دعوت دینا نہیں چاہتی تھی۔میرا دل چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھ کر ہر ایک کو روک لوں، منالوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف آجائے اوراب جب میں دعوت دے رہی ہوتی ہوں تو یہ دُعا کر رہی ہوتی ہوں کہ کوئی اوراب آگ کی طرف نہ جائے، سب لوگ بچ جائیں۔

استاذہ: اور کسی کے دل میں تلاوت نے کوئی تصویر بنائی ہو یا ایسے ہی پڑھ گئے؟ کہیں ایسا تو نہیں لگا کہ آپ آئینے کے سامنے تھے ہی نہیں؟ قرآن بھی تو آئینہ ہے ناں اور ایک لحاظ سے قلب آئینہ ہے۔قرآن جب سامنے آیا تو وہ دل کے اندر اُترا ہی نہیں۔ یونہی پڑھتے رہے یا کچھ لیا ہے؟

طالبہ: جب یہ پڑھا باقیات الصالحات تو اخلاق کے حوالے سے میرے ذہن میں یہ بات آرہی تھی کہ دنیا میں بھی نیک اعمال کریں تو چہرہ، نظر اور دل بھی پاک ہوگا، اس طرح دنیا میں بھی یہ چہرہ زینت بنے گا اور انہی نیک اعمال کی وجہ سے یہ چہرہ آخرت میں بھی زینت بنے گا۔

طالبہ: جب یہ آیت آئی کہ ”یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اوراب جس کا جی چاہے اس

کو مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کردے اور بے شک ظالموں کے لیے اللہ تعالیٰ نے آگ بنائی ہے جو اِن کو گھیرے میں لے لے گی اور اُن کے لیے ایسا پانی مہیا ہے جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور وہ بہت بری جگہ ہے" تو میں نے feel کیا کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کے مطابق، حق کے مطابق اپنی زندگی نہیں گزاریں گے تو اللہ تعالیٰ اِس برے ٹھکانے کو ہی ہمارا انجام بنادے گا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور اگر میں بھی حق کو مان کر زندگی گزاروں گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی اپنے اِس وعدے کو پورا کرے گا۔

رب العزت نے ارشاد فرمایا:

"بے شک جو لوگ مان لیں گے اور نیک عمل کریں گے اُن کے لیے اچھا ٹھکانہ ہے"۔

استاذہ: کیا باقی افراد کے دل میں کوئی تصویر نہیں بنی؟ میں اِس کو ایک اور حوالے سے آپ کو feel کرانا چاہتی ہوں کہ زندگی کیسے نہیں بدلتی؟ کیسے سارے کام ایک ہی جیسے ہوتے ہیں لیکن کچھ لوگ تو فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو فائدہ نہیں ہوتا اور کیسے ایک ہی علم ہوتا ہے اور اُس کے قلب پر اثرات نہیں ہوتے؟ دل اُس سے وہ فائدہ حاصل نہیں کرتا تو غفلت کے مقابلے میں alert رہنا، اپنے ذہن کو حاضر رکھنا کتنا زیادہ فائدہ دیتا ہے۔ باطنی حواس کے بغیر علم زندگی کا حصہ نہیں بنتا، فائدہ نہیں دیتا تو آپ نے باطنی حواس استعمال نہیں کیے؟ آپ کے خیال اور آپ کے حافظے کے اندر کوئی بات نہیں آئی؟ غور وفکر نہیں کیا؟ یہ دیکھ لیں کہ دل کے دروازوں کو کھلا رکھنا کتنا زیادہ ضروری ہے ورنہ جب دل نہیں کھلتا تو ہر دستک سے مزید سخت ضرور ہو جاتا ہے۔ قرآن دل پر دستک دیتا ہے اور آج کی دستک پر آپ نے دروازہ کھولا ہی

نہیں۔ ایسے ہی ایک طوطے کی طرح پڑھتے رہے، بس جیسے کلام نے کانوں سے ٹکرانے کے بعد واپسی کا راستہ اختیار کرلیا، آنکھوں سے ٹکرایا اور کوئی تصویر نہیں بنی۔ کہاں کہاں اِس کلام نے دستک نہیں دی ہوگی کانوں پر، آنکھوں پر، زبان پر، دل پر لیکن آپ نے دروازہ ہی نہ کھولا۔

اس دروازے کی چابی کون سی ہے؟ یہ دروازہ کیسے کھلنا تھا؟ راستہ کیسے ملنا تھا؟ Key کہاں لگانی تھی؟ آج کے دن پر ہم اِس سے اچھی چیز سیکھیں گے کہ تلاوت کرتے ہوئے اپنے دل کو بند نہیں رکھیں گے۔ تلاوت کرتے ہوئے جب آواز کانوں سے ٹکراتی ہے، جب الفاظ آنکھوں کے سامنے آتے ہیں، زبان اِن الفاظ کو دہراتی ہے تو پھر دل کی حالت کیوں نہیں بدلتی؟ کیا کریں کہ دل کے دروازے کھل جائیں؟ کیا آپ میں سے کوئی بتائے گا؟

طالبہ: توجہ کی کمی ہے۔

استاذہ: توجہ تو ہے۔ کیا یہ توجہ نہیں ہے کہ کان بھی لگے ہوئے ہیں، آنکھوں اور زبان سے بھی آپ نے پوری طرح توجہ کی ہوئی ہے۔ توجہ کا مطلب تو یہی ہوتا ہے ناں کہ آپ اِس کو بھرپور انداز سے اپنے سامنے رکھیں، اِس کی طرف رُخ کیے رکھیں تو رخ تو آپ کا ہے، آنکھوں کا بھی، کانوں کا بھی، زبان کا بھی لیکن علم پھر دل میں کیوں نہیں اُترا؟ باطنی حواس کو استعمال نہیں کیا۔ ظاہری حواس کو استعمال کیا تو باطنی حواس کو کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟ جو پڑھیں اُس کا خیال ذہن میں لے آئیں۔ آپ نے پڑھا تھا ناں کہ سب سے پہلے خیال آتا ہے۔

استاذہ: باطنی حواس سے آپ کیسے کام لیں گے؟ قرآن کی آیات پڑھ رہے ہیں۔ ہم نے last time جو ڈسکشن کی تھی وہ یہی تھی کہ علم دل کے اندر کیسے اُترتا ہے؟ اور آج

جب پریکٹیکل کرنے کی باری آئی تو ناکام ہو گئے۔ایسا ہواناں! کیونکہ وہ لفظ آپ کی نوٹ بک پر تو لکھے گئے دل پر نہیں کیونکہ آپ نے اُسے اپنی زندگی کے لیے استعمال نہیں کیا۔ پتہ چلا کہ وہ سب کچھ لفظوں میں تھا۔زندگی کے لیے کام نہیں آ سکا۔ہم نے مثال دیکھی تھی کہ آئینے میں تصویر کیسے بنتی ہے؟ جب کوئی چیز آئینے کے سامنے ہوتی ہے تو کم ازکم اتنا ہونا تو ضروری ہے۔ٹھیک ہے شکل اچھی نہیں نظر آئے گی۔اگر اچھی نہیں ہے تو کچھ مسائل ہو سکتے ہیں لیکن بنیادی طور پر یہ بات تو ضروری ہے ناں کہ آئینے کے سامنے کوئی چیز موجود ہو۔موجودگی کے بغیر تصویر نہیں بنتی۔اب یہ جو علم موجود تھا اگر اِس کی تصویر دل کے اندر نہیں بنی تو وجہ کیا تھی؟ ہم نے جو پانچ اسباب دیکھے تھے اب آپ اس کو Practically دیکھیں گے تو اِس کی بہت اچھی طرح سے سمجھ آئے گی، وہ پانچ وجوہات کیا ہیں؟ کس وجہ سے تصویر نہیں بنتی ؟

1۔آئینہ اچھا نہ ہو یعنی دل اچھا نہ ہو۔

2۔آئینہ جیسے زنگ آلود ہوتا ہے ایسے ہی دل گناہوں سے آلودہ ہو۔آپ اپنی چیک لسٹ بنا رہے ہیں پھر ہم اِسے 4 point scale پر دیکھیں گے کہ اصل وجہ کیا ہے؟

3۔آئینے کی حد سے دور ہو۔یعنی کوئی چیز موجود تو ہو لیکن حد سے دور ہو۔اِس سے کیا مراد ہے؟

طالبات: دل علم کی حد سے دور ہو۔

استاذہ: میرا خیال ہے کہ یہ بات سمجھ نہیں آئی۔اِس سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز جس کی تصویر بنی ہے آئینے کی رینج (Range) سے باہر ہو۔

طالبہ: بہت توجہ کے ساتھ پڑھ رہی تھی اور کوشش بھی کر رہی تھی کہ مجھے سمجھ آئے لیکن مجھے ترجمہ نہیں آتا تھا اِس لیے مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا پڑھ رہے ہیں؟

استاذہ: یہ ایک Reason ہے کہ ترجمہ نہیں آتا جس کی وجہ سے سمجھ نہیں آرہی تھی تو دُوری کا سبب Language barrier ہے۔ اب آپ کو اندازہ ہوتا ہے کہ قرآنِ حکیم کا ترجمہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اِس کے بغیر Understanding نہیں ہوتی، جتنا جی چاہے توجہ کرلیں اُس کی تصویر نہیں بنتی، اُس کا وہ فائدہ نہیں ہوتا۔ آج اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں، اللہ کے علم کے بارے میں اِس چیز پر غور کرلیں کہ کتنی زیادہ ضرورت ہے پختہ طور پر ترجمہ جاننے کی۔ جو فرد ترجمہ جاننے کی پوری طرح سے کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح سے مجھے اِس کا پتہ چل جائے، مجھے اِس کا علم مل جائے، مجھے اَلفاظ سمجھ آنے لگیں، وہ ترجمہ یاد کرتا ہے، کیا اجر ملے گا؟ فائدہ ہو گا؟ آخرت میں بھی فائدہ ہوگا لیکن دنیا میں کیا ہوگا؟ یہی نہ کہ پھر کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی، کوئی barrier نہیں رہے گا۔

پھر اِس مقصد کے حصول کے لیے کوئی قواعد القرآن پڑھے تو قواعد القرآن پڑھنا دنیاوی مقاصد کے لیے ہے یا اُخروی مقاصد کے لیے ہے؟ یعنی قواعد القرآن تو دل کے اندر تصویر بنانے کے لیے ہے ناں تو زبان کے علم سے دل میں تصویر بنتی ہے۔

اسی طرح سے آپ دیکھیں کہ اگر ایک انسان اِس کو casually لے کہ کبھی یاد کرلیا اور کبھی نہ بھی کیا، کبھی قواعد القرآن کو توجہ سے پڑھ لیا، کبھی نہ پڑھا تو یہ کس وجہ سے ہوتا ہے؟ دل کے اندر تکلیف نہیں ہے، احساس کی شدت نہیں ہے۔ آپ بتائیں کہ آج جتنا احساس ہوا کیا پہلے کبھی ہوا کہ ہمیں ان علوم کی مثلاً ٹرانسلیشن کی ضرورت ہے کہ قرآن پڑھیں تو روانی کے ساتھ۔ یعنی بیچ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، صاف صاف سمجھ آئے۔ آج ضرورت محسوس ہوئی، آج احساس ہوا۔ پہلے یہ احساس نہیں تھا۔ یہ احساس کیسے بنا؟ آج اِس کی ضرورت محسوس ہوگئی، آج شدت سے احساس

ہوامگر کیسے؟ ہم ڈسکس کرر ہے ہیں اس کی وجہ سے خیال آ گیا۔ اپنا ایک تجربہ کیا اس کی وجہ سے بات اندر چپک گئی، بات کرنے کی وجہ سے پرابلم کو diagnose کر لیا۔ آپ خود بتائیں کہ کیا اِس process کے بغیر اندر سے احساس خود بخود اُبھرتا ہے؟ نہیں اُبھرتا، تکلیف برداشت کرکے انسان کو سچا احساس ملتا ہے۔ کیا یہ احساس دولت ہے؟ یہ چیز ہمارے لیے قیمتی ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمیں پریشانی لاحق ہو جاتی ہے، جب شدت سے احساس ہوتا ہے تو ہمارا دل گھٹنے لگ جاتا ہے، ہمیں تکلیف ہوتی ہے کہ یہ کیفیت ختم کیوں نہیں ہوتی؟ یہ دولت کبھی ختم ہونے کے لیے نہیں ملتی، یہ دولت تو ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں اس دولت میں اضافہ کیا جائے، احساس کو اور بڑھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احساس کی شدت عطا فرمائے۔ اِسی سے شوق اُبھرتا ہے، اِسی سے انسان اونچی پرواز کرتا ہے تو آپ دیکھیں کہ اِس وقت سب کا احساس برابر نہیں ہے۔ کوئی تو احساس تک جا پہنچا اور کسی کا معاملہ ابھی خیال تک ہی ہے۔ خود دیکھیں کون سی چیز رکاوٹ بنی؟

تیسرا سبب ہم دیکھ رہے تھے کہ جس چیز نے آئینے میں تصویر بنانی ہے وہ دل کی رینج (Range) سے باہر ہے۔ رینج سے باہر ہونے کے حوالے سے ہم نے ایک مثال دیکھی کہ اِس کی سمجھ ہی نہیں آتی، وہ علم شعور کا حصہ نہیں بن رہا۔ یہ بھی رینج سے باہر ہونا ہے اور کیا سبب ہو سکتا ہے؟

طالبات: حجاب کا آجانا۔

استاذہ: حجاب کیا ہے؟ خواہشات کا حجاب۔ انسان کے لیے Most important کوئی اور چیز ہو جائے۔ اِس کی وجہ سے دل پر پردہ پڑ جاتا ہے تو آپ تجربہ کرکے دیکھیں

کہ آپ کے لیے اِس وقت یا اِس دور میں کوئی اور چیز تو زیادہ اہم نہیں ہے؟ کہ کتاب دل کے اندر نہیں اُتری؟ تصویر کیوں نہیں بنی؟

پانچویں چیز یہ ہے کہ جو چیز آپ کے سامنے نہیں ہے، جو چیز پیچھے چلی گئی، اِس کو پھر آپ ایک آئینے سے نہیں دیکھ سکتے۔ پھر اس کے لیے دوہری کوشش کرنی پڑتی ہے کہ جو چیز پیچھے ہے وہ سامنے آجائے۔ جو سلسلہ اس وقت جاری ہے یہ back mirror لگانے کا ہے۔ یعنی ایک آئینہ سامنے ہو اور دوسرا پیچھے کی طرف اِس angle سے سیٹ کیا جائے کہ پیچھے والے آئینے کی تصویر سامنے والے آئینے میں بن رہی ہو۔ Back Mirror لگا تو احساس ہونا شروع ہو گیا۔ آپ اپنے پیچھے کی سائیڈ خود نہیں دیکھ سکتے تھے، ہاں جب پیچھے ایک آئینہ لگ گیا تو اب وہ سامنے کے آئینے میں آپ کی back side کا عکس بنا رہا ہے اور یوں آپ کے لیے اپنی back side بھی دیکھنا ممکن ہو گیا۔ آپ نے خود بھی سوچنا شروع کیا اور دوسری طرف یہ کہ آپ کو احساس بھی دلایا جا رہا ہے اور ایسی صورتحال میں آپ کے لیے زیادہ آسانی ہو جاتی ہے کہ پچھلے معاملات اور سامنے والے معاملات نظر آنے لگیں۔

ایک اور چیز ہے جو تصویر بننے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ وہ کیا ہے؟ بہت چھوٹی، ہم رائے بہت minnor سمجھتے ہیں لیکن بڑے گہرے اثرات کی حامل ہے۔ پانچ اسباب کے علاوہ کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کو مطلوب نہیں ملتا؟ یہ دلی معاملات عقلی معاملات ہیں اور یہ جو نیک اعمال ہیں ان کے لیے تو بہت ہی زیادہ کوشش اور فکر ضروری ہے، اعمالِ سیئہ کے لیے تو خود بخود ہی کوشش ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے لگ کے کوئی effort نہیں کرنی پڑتی۔ چلیں اب جائزہ لیتے ہیں۔

سب سے پہلی چیز کیا ہے؟ ہم نے اَخلاق کی بات جب شروع کی تھی تو پہلے نیت کو

دیکھا تھا۔نیت کیا ہے؟ اِرادہ اور جب اِرادہ ہوتا ہے تو تصویر بننے کا، دل میں اُترنے کا آغاز ہوجاتا ہے لیکن اگر اِرادہ ہی نہیں کیا تو فائدہ نہیں ہوگا۔آپ نے کہیں داخل ہونے کے لیے پاؤں ہی نہیں رکھا کیونکہ آپ نے اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں۔ انسان سوچ سے ہی پاؤں رکھتا ہے۔آپ نے کسی گھر کے اندر داخل ہونے کے لیے سوچا ہی نہیں۔آپ نے ارادہ ہی نہیں کیا، کیسے ممکن ہے کہ پھر وہ مطلوبہ فائدہ مل جائے؟ تو یہ طے کرلیں کہ جب بھی قرآن کھولنا ہے تو کچھ لینے کی نیت سے کھولنا ہے انشاءاللہ۔ارادہ ضروری ہے، کچھ لینے کے لیے حسنِ نیت ضروری ہے۔

آج کوئی فائدہ ہوا؟ اِس وقت سمجھ آئی؟ پچھلی revision ہوگئی؟ ایسے revision کرنا کیسا لگا؟ اپنی ذات کو سامنے رکھ کے، خود کو خود سے جدا کر کے، پھر اپنا جائزہ لے کے، پھر اچھا محسوس ہوتا ہے انسان زیادہ اچھا سیکھ سکتا ہے۔اب ارادہ تو آپ نے کرلیا، دوسرا کام بھی تو ہے۔صرف اِرادے سے بات نہیں بنے گی۔وہ effort کیا ہے؟ ایک تو ہے خود اعتمادی اور دوسری ہے خدا اعتمادی۔آپ نے نیت کرلی، آپ نے دعا کرلی، اب کیا ہے؟ دو کام اکٹھے شروع ہوگئے۔ایک کام آپ نے کرنا شروع کردیا، سوچنا شروع کردیا اور دوسری طرف اللہ تعالٰی کی مدد شامل ہوگئی، اب کامیابی یقینی ہے۔نیت اور دُعا دو بہت بڑی چیزیں ہیں۔اِنہی کے ساتھ آپ کچھ نہ کچھ کرنے کی پوزیشن میں آسکتے ہیں۔

آپ نے محسوس کیا کہ ہماری زندگی کا تو ہر معاملہ ایسا ہے جہاں نیت نہیں ہوگی، اِرادہ نہیں ہوگا، دُعا نہیں ہوگی تو کچھ نہیں ہوگا۔اب ہم علم کے علاوہ کسی اور source کی بھی بات کرلیتے ہیں۔جو چیزیں ہمیں فائدہ دیتی ہے اُن میں دعوتِ دین ہے۔ یعنی آپ دین کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔سب سے پہلے

کس چیز کی ضرورت ہے؟ حسنِ نیت کی۔ اِس کو مثال سے دیکھتے ہیں۔ جیسے آپ دعوت دیتے ہیں تو آپ دعوت سے کیا لینا چاہتے ہیں؟ جو شخص جو لینا چاہے گا اُسے ملے گا۔ ہر بار نیت کرنی ہے۔ فقط پہلی بار نہیں ہر بار نیت کریں گے، ہر بار زیادہ فائدہ ہوگا تو آپ دوسروں کو بتا کے کیا فائدہ لینا چاہتے ہیں؟

طالبہ: جب میں دعوت دیتی تھی تو پہلے میرے ذہن میں یہ ہوتا تھا کہ دوسروں کا بھی بھلا ہو جائے۔ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں اس طرح میرا بھی بھلا ہو جائے لیکن کبھی تو یہ اثر بہت زیادہ ہوتا تھا اور کبھی یہ سوچ پیچھے چلی جاتی تھی، رہتی نہیں تھی لیکن پرسوں جب ہم نے پڑھا کہ دعوت دینے سے انسان کے اندر علم کا شوق پیدا ہوتا ہے اور علم مسلسل حاصل ہوتا رہتا ہے تو یقین بھی پختہ ہوتا ہے۔ اب پرسوں سے میری یہی feelings ہیں کہ میں دعوت دوں گی تو علم حاصل کرنے کے لیے میرا شوق بڑھے گا اور جب میرا شوق بڑھے گا تو میرا یقین بھی پختہ ہو جائے گا اور پھر یہ نہیں ہو گا کہ کبھی یقین آ گیا اور کبھی پیچھے چلا گیا، پھر انشاء اللہ تعالیٰ یقین پختہ ہو جائے گا۔

استاذہ: اب دیکھیں یہ کوشش کس چیز کے لیے ہے؟ ایمان کے لیے۔ پھر ایمان ملے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

طالبہ: میری آج سے دو تین دن پہلے یہ سوچ زیادہ بنی ہے کہ ایک تو دعوتِ دین کے ذریعے قرآن سیکھنے کا شوق لینا ہے اور دوسرا صحبت سے فائدہ اُٹھانا ہے، ٹھیک ہے کہ ہم گھر بیٹھ کر قرآن پڑھ سکتے ہیں لیکن صحبت میں رہنے سے اِس کا زیادہ Effect ہوگا۔ اس سے میرا ایمان انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ مضبوط ہوگا۔

طالبہ: میرے ذہن میں تو دعوت دینے کا جو تصور رہتا ہے وہ صدقۂ جاریہ کا ہے کہ اسی نے میرے لیے صدقۂ جاریہ بننا ہے اور میں نے تو مر جانا ہے لیکن یہ

میرے کام آئے گا۔

طالبہ: میں جب کسی کو دعوت دیتی ہوں، دوسرے کو جو بات کہہ رہی ہوتی ہوں اُس وقت میرے اندر سے بھی سوال اُٹھتا ہے کہ کیا خود کرتی ہو؟ اِس طرح مجھے اُمید ہے کہ خود میرا عمل پختہ ہو جائے گا۔

استاذہ: جب آپ دوسروں کو اللہ کے دین کی دعوت دیتی ہیں تو کیا نیت ہوتی ہے؟

طالبہ: جب میں دعوت دینے کے لیے جاتی ہوں تو یہ نیت لے کر جاتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے علم میں پختگی دے دے اور اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دین کے لیے خالص کر دے۔

طالبہ: اللہ تعالیٰ سے میرا تعلق اچھا ہو جائے کیونکہ تجزیہ ساتھ ساتھ ہوتا ہے کہ جب دوسروں کو دین سیکھنے کے لیے convince کرنے کا کام زیادہ اچھا نہیں ہو رہا ہوتا تو دراصل پیچھے سے اپنا کنکشن ٹوٹا ہوا ہوتا ہے اور جب اچھا ہوتا ہے تب بھی اپنا analysis ہو رہا ہوتا ہے کہ کہیں ریا کاری نہ آ جائے۔

استاذہ: اِسی طرح سے خالص ہو سکتے ہیں۔ یہی خود کو خالص کرنے کا طریقہ ہے۔ دوسروں کو دعوتِ دین دینے سے اِخلاص آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم کس طرح اپنے آپ کو خالص کریں؟ دعوت کا عمل بہت خالص کر دیتا ہے، کھوٹ نکلتی جاتی ہے اور بالکل سچی، پاک، اچھی چیزیں، اچھے اعمال باقی رہ جاتے ہیں۔

طالبہ: مجھے دوسروں کو اللہ کے دین کی دعوت دیتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ ایک تو میرا عمل خالص ہو جائے اور دوسرا اللہ تعالیٰ اِس کو قبول کر لے۔

طالبہ: جب سے میں نے قبر والی مووی دیکھی ہے جیسے آگ میں ڈالا جانا تو اِس سے پہلے میرا تصور نہیں بنتا تھا لیکن اب وہ آگ میں جانے کا خیال میرے ذہن میں رہتا ہے

کہ ایسے خود بھی بچنا ہے اور دوسروں کو دیکھتی ہوں تو میرے اندر ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ پھر میرا دل کرتا ہے کہ فلاں بھی بچ جائے، فلاں بھی بچ جائے اور پھر اُس کے لیے دُعا کرتی ہوں۔

استاذہ: یہ آپ محسوس کرتی ہیں کہ جس چیز کی تصویر اندر اتر آتی ہے تو وہ چیز فائدہ دیتی ہے۔ ہر وقت ذہن میں رہتی ہے اور اُس کی وجہ سے انسان کا عمل بدلتا ہے۔

طالبہ: پھر تو دُعائیں بدل جاتی ہیں، ہر چیز بدل جاتی ہے، بات کرنے کا انداز تک بدل جاتا ہے، ایک بندے کی پوری زندگی تبدیل ہو جاتی ہے۔

طالبہ: میرا پرابلم یہ ہے کہ میں جب قرآن صرف سنتی ہوں یا صرف اِس کو دیکھ کر غور و فکر کرتی ہوں تب اثر بھی ہوتا ہے اور بہت زیادہ لیکن جب خود پڑھوں اور زبان استعمال کروں تو پھر یہ اثر کم ہو جاتا ہے اور اگر اس میں قرأت کا بہت زیادہ دھیان رکھوں تو دل سے اثر بالکل جاتا رہتا ہے۔ دھیان صرف ایک طرف ہو جاتا ہے کہ تجوید ٹھیک ہو، لحن ٹھیک ہو۔ دل چاہتا ہے کہ دونوں باتیں ساتھ ہوں، کیا کروں؟

استاذہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اسی وجہ سے بہت زیادہ تجوید کا خیال کر کے پڑھنے کے خلاف ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ وہ غنائیت سے پڑھنے کو مناسب نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں کہ ایک حد ہونا ضروری ہے کیونکہ غنائیت کی کوئی حد نہیں ہے۔ جتنا بھی آپ اچھا پڑھنے کی کوشش کریں گے تو آپ الفاظ، اُن کی غنائیت، لحن وغیرہ میں گم ہو جائیں گے اور اُس کی اصل، اُس کے رَس کی طرف توجہ نہیں جائے گی۔ جیسے آپ دیکھیں کہ پھول کے رنگ کی طرف جن کی توجہ جاتی ہے وہ رَس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ شہد کی مکھی کیا pick کرتی ہے اور ہماری نظریں کیا pick کرتی ہیں؟ ہماری نظریں بھی کام وہی کر سکتی ہیں

جو شہد کی مکھی کرتی ہے۔ کچھ لوگ صرف رنگوں تک، نزاکت تک، خوشبو تک رُک جاتے ہیں اور کچھ لوگ رنگ، خوشبو اور اِس نزاکت کا تعلق رب سے جوڑ دیتے ہیں۔ وہ رَس نکال لیتے ہیں۔ پھول اپنی جگہ پہ ہے لیکن رَس لے لیا، اب شہد بنے گا اور کچھ لوگ ہیں جو فقط رَس لے لیتے ہیں اور اُنہیں رنگ سے، باقی چیزوں سے تعلق نہیں ہوتا۔ جو عقل وشعور رکھنے والا انسان ہے وہ خوبصورتی کے توسط سے خوبصورت مالک تک جا پہنچتا ہے، خوبصورت رنگ والے پھول کو Touch کرکے یا اُس کی خوبصورت خوشبو کو smell کرکے ایمان لے لے گا۔ کبھی آپ محسوس کرتے ہیں ناک سے کتنا ایمان ملتا ہے انسان کو؟ ناک ایمان میں کتنا معاون اور مددگار ہوتا ہے لیکن تب جب انسان اپنا رشتہ رب سے جوڑ لے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے زندگی میں ہر جگہ رشتہ کاٹنے کا کام بہت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَیَقۡطَعُوۡنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ (البقرہ:27)

''اللہ تعالیٰ نے جس رشتے کو جوڑنے کا حکم دیا وہ اُس کو کاٹ ڈالتے ہیں''۔

جانتے ہیں رشتہ کیسے کٹتا ہے؟ انسان ظاہر تک رہ جائے اور ظاہر میں نظر آنے والی چیز کا حقیقی کنکشن پیچھے نہ جوڑے۔ مثلاً آپ ان فقروں سے اندازہ کریں: یہ پھول کتنے خوبصورت ہیں! کتنی اچھی خوشبو آرہی ہے! کتنا خوبصورت کلر ہے! موسم کتنا اچھا ہے! بادلوں کا آنا دل کو بہت اچھا لگ رہا ہے۔ کتنی پیاری ہوا چل رہی ہے! کتنی نرم نرم ہوا چل رہی ہے! کتنی خوبصورت آواز ہے! قرآن پڑھتے ہوئے خوبصورت آواز اتنا دل کو متاثر کرتی ہے۔ کتنی اچھی بات کی ہے!

ظاہری الفاظ کو دیکھیں: ظاہر میں تو سب کچھ دِکھ رہا ہے لیکن رب سے کنکشن نہیں جوڑا بلکہ رشتہ کاٹ دیا۔ پھول کی خوشبو سونگھی لیکن خوشبو بنانے والے کا خیال نہیں

آیا۔ پھول کی نزاکت محسوس کی بچ سے لیکن نازک بنانے والے کا خیال نہیں آیا۔ پھول کو دیکھا اِس آنکھ نے لیکن رنگ بنانے والے کا خیال نہیں آیا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری حواس استعمال کیے اور باطنی حواس استعمال نہیں کیے اور Human beings اگر فقط ظاہری حواس استعمال کریں، باطنی حواس استعمال نہ کریں تو اِس کی وجہ سے کنکشن رب سے نہیں جڑتا، تعلق نہیں بنتا۔ احساس دل کے اندر اُجاگر نہیں ہوتا، تصویر نہیں بنتی۔ رشتہ کٹ جاتا ہے، رشتہ نہیں جڑتا۔ آپ سے کوئی کہتا ہے کہ کتنا مزے کا آم ہے، اتنا میٹھا اور اتنا مزے کا taste ہے جیسا میرا دل چاہتا ہے بالکل ویسا ہی مزہ آگیا۔ اب آپ دیکھیں کہ مزہ تو آگیا لیکن ایمان نہیں آیا، کیوں؟ کیونکہ مزے کا تعلق آم سے جوڑا، رَس کا تعلق آم سے جوڑا اور آم بنانے والے کا خیال ہی نہیں آیا۔ لہٰذا شکر گزاری بھی نہیں آئے گی۔

اللہ تعالیٰ نے عقل اور شعور محض اس لیے تھوڑی دیا ہے کہ ہم وقتی طور پر کچھ چیزوں کو enjoy کرلیں۔ میں نے یہ ساری باتیں اس لیے سامنے رکھیں کہ یہ حقیقت واضح ہوجائے کہ جب ہم ظاہری حواس سے کام لیتے رہتے ہیں اور باطنی حواس کو سلائے رکھتے ہیں تو حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ حق ہمارے اندر نہیں اُترتا۔ تلاوتِ قرآن کا معاملہ بھی اِسی طرح ہے۔ انسان کو ہمیشہ دو کام کرنے پڑتے ہیں: ایک چیز ظاہر میں ہے اور ایک چیز باطن میں ہے۔ آپ دیکھیں الفاظ منہ سے نکلتے ہیں، کان سنتے ہیں، آنکھ پڑھتی ہے، ذہن سوچتا ہے۔ اب ذہن کیا سوچتا ہے؟ یہ لفظ صحیح طور پر ادا ہوگیا؟ مخارج کی ادائیگی درست تھی؟ ذہن سوچتا ہے کہ لحن ٹھیک ہے؟ اُتار چڑھاؤ درست تھا؟ بات یہیں ختم ہوگئی تو ظاہری حواس تک تو رشتہ رہا، باطنی حواس نے اگر کام کیا بھی تو ظاہر کے لیے۔ لہٰذا اس کلام سے رب تک نہیں پہنچیں گے، کلام دل

تک نہیں اُترے گا۔ پھر اُترنے کے لیے کیا ضروری ہے؟ انسان خوبصورت کلام پڑھے، سنے تو انسان اُس کے اندر جو کچھ کہا جا رہا ہے اُس کے بارے میں سوچے اور خیال بھی آنا شروع ہو جائے۔ یقین کریں کہ انسان بالکل مخارج کی درستگی کے ساتھ پڑھ رہا ہو یا مخارج درست نہ ہوں، ہر دو صورت میں اگر خیال ذہن میں آتا ہے تو حقیقی فائدہ ہوتا ہے اور اگر خیال ذہن میں نہیں آتا تو حقیقی فائدہ نہیں ہوتا۔ اب آپ دیکھئے کہ انسان کے ساتھ عجیب معاملہ ہوتا ہے۔ شروع شروع میں جب مخارج درست کرنے لگتے ہیں تو بس 'ع' اور 'ق' کی طرف بہت توجہ جاتی ہے، حلق سے آوازیں نکال کر اُسی طرف ہی توجہ جاتی ہے لیکن 'ع' 'ق' کو حلق سے ادا کرتے ہوئے بھی انسان اپنا کنکشن رب کے ساتھ جوڑ سکتا ہے کہ یہاں سے یہ صحیح آواز نکلے گی پھر مجھے صحیح معنی سمجھ آئیں گے۔ پھر اس لفظ کی حقیقی سمجھ آئے گی اور پھر یہ بھی کہ ایک طرف غنائیت ہے اور دوسری طرف تفکر ہے، تدبر ہے، تذکر ہے، تعلم ہے، اب ساری چیزیں ہی ساتھ ساتھ چلنی چاہئیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں''۔

(ابوداؤد 1481)

غنائیت بھی ضروری ہے لیکن ہر ایک کے بس میں نہیں ہے کہ وہ کامل غنائیت حاصل کر سکے، کسی کو اللہ نے آواز زیادہ اچھی دی، کسی کے لیے اس feild میں آگے جانا بہت زیادہ آسان ہو جاتا ہے لیکن غنائیت ہوگی بھی تو کس کے لیے؟ یقیناً رب کے لئے۔ غنائیت قلب پہ اثرانداز ہوتی ہے۔ غنائیت قلب کے دروازے کھولنے کے لیے، خیال کو تحریک دینے کے لیے ہوگی۔ اِس غنائیت کی وجہ سے انسان کے دل کے دروازے جلدی کھلتے ہیں لیکن بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ انسان کسی گھر میں داخل

ہونے سے پہلے گھر کی چابی کے ساتھ ہی کھیلتا رہتا ہے۔ مثلاً آپ گاڑی کو کھولنا چاہیں، چابی آپ کے ہاتھ میں ہے کبھی آپ اس کے key ring کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیں، کبھی رکھ دیں، کبھی اُٹھا لیں تو اس طرح گاڑی تو نہیں کھلے گی۔ اسی طرح بعض اوقات لوگ بھی لفظوں کے ساتھ یونہی کھیلتے رہتے ہیں اور جس چابی سے دروازہ کھلنا ہوتا ہے اس چابی کو دروازے میں لگاتے ہی نہیں اور دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ہم چابی کے بارے میں ہی کیوں سوچتے رہتے ہیں۔ چونکہ ہم چابی کے متعلق محض سوچتے ہیں اس لیے ہم اِس سے حقیقی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ آپ ایک کام کو درست کرنا چاہتے ہیں، آپ اپنے آپ کو صحیح لائن پہ لانا چاہتے ہیں، پھر سب سے پہلا کام کیا کریں گے؟ نیت۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ نیت ہی خراب ہے۔ بات یہ نہیں ہے کہ بری نیت کرتے ہیں بلکہ اصل میں تو نیت کا معاملہ ہی خراب ہے کہ سرے سے نیت کرتے ہی نہیں۔ لہٰذا اِرادہ کرنا ضروری ہے اور دوسرا کام کیا ہے؟ دُعا، استعانت باللہ یعنی اللہ کی مدد طلب کرنا۔ اب دو ہتھیار آپ کے پاس ہیں اور دو طرح کی کوشش شروع ہو جائے گی۔ نیت سے آپ کی ذاتی کوشش اور دُعا سے اللہ تعالیٰ کی مدد تو انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو جائیں گے۔ مشکل ضرور آئے گی لیکن کامیاب ہو جائیں گی۔

طالبہ: مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے میرا دماغ سویا ہوا ہے۔ بعض اوقات بات کو سن بھی رہی ہوتی ہوں ایسا لگتا ہے کہ اندر سے ہی جذب نہیں ہوتا۔ میں چاہتی ہوں کہ ہر بات دل و دماغ میں جذب کر عمل میں آئے تو مجھے ذہن کا دروازہ کھولنے کا طریقہ بتا دیں۔

استاذہ: پانچ Reasons اچھی طرح ذہن میں رکھیں۔ ہمیشہ اچھی طرح سے Diagnose کیا کریں کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟ کھانسی ہے؟ بخار ہے؟ نزلہ ہے؟ سر درد ہے یا پیٹ

میں درد ہے؟ کیا ہے؟ یہ Diagnose آپ نے کرنا ہے۔طریقہ تو ہم بار بار دیکھ ہی رہے ہیں:

1۔نیت، اِرادہ

2۔دُعا

تو آپ نیت کرلیں کہ دل کے دروازے کو کھولنا ہے اور رب سے دُعا کریں:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ! ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِيْنِکَ (جامع ترمذی:3587)

''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھنا''۔

اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا زیادہ کریں۔دیکھیں! سوئے ہوئے کو جگانا بظاہر مشکل لگتا ہے لیکن اتنا مشکل نہیں ہے، نیت سے اللہ تعالیٰ آسانیاں کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب آپ مجھے بتائیں گے کہ پانچ وجوہات میں سے کون سی وجہ ہے؟ کیسے انسان کا دل سو جاتا ہے؟

طالبہ 1: حجاب ہے۔

طالبہ 2: آئینے کی حد سے خود کو دُور رکھا ہوا ہے۔

طالبہ 3: دل گناہوں سے آلودہ ہے۔

طالبہ 4: دل کی direction ٹھیک نہیں۔

طالبہ 5: range میں نہیں ہیں۔

استاذہ: پہلی option پہ کیوں نہ سوچیں؟ دل اچھا نہیں ہے۔کون سا دل اچھا نہیں ہوتا؟ رَانَ کا لفظ قرآنِ حکیم میں استعمال ہوا ہے کہ انسان کا دل زنگ آلود ہو۔دل اچھا نہ ہو۔ دوسرے میں بھی یہی بات آجاتی ہے کہ انسان کے دل میں کدورت آجائے۔

انسان کا دل گناہوں سے آلودہ ہوجائے۔ دل کا بنیادی میٹریل کیا ہے؟ دل کیا ہے؟ کیا گوشت کا وہ ٹکڑا جس میں لہو ہوتا ہے؟ جب ہم کہتے ہیں کہ دل اچھا نہیں ہے تو ہم نے پہلے اُسے پڑھا تھا۔ آئینہ کب اچھا نہیں ہوتا؟ جب اس کا میٹریل اچھا نہ ہو۔ لوہے کا بنا ہو تو وہ چمکتا نہیں۔ اس کی کوالٹی اچھی نہیں ہے جس کی وجہ سے اِس میں صحیح شکل نہیں بنے گی۔

قلب کس چیز کا اِظہار ہے؟ ہم نے ابتداء میں چار اصطلاحات دیکھی تھیں کہ قلب کیا ہے؟ ایک آلہ ہے۔ اِس کا بنیادی مٹیریل کیا ہے؟ کس چیز سے انسان حقیقت کا اِدراک کرتا ہے؟ کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے؟ علم کی۔ اگر علم اچھا نہیں ہے تو علم کو مزید پختہ کرنے کی ضرورت ہے اگرچہ دوسرے اسباب بھی ہیں لیکن ہم اِس کو اِس لیے پہلے دیکھیں گے کہ پہلی خرابی بھی موجود ہے یعنی علم پختہ نہیں ہے اور اِسی طرح دل گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے، اِستغفار زیادہ نہیں ہوتی۔ پھر توجہ نہیں ہوتی، پھر اِسی کی وجہ سے حجاب آتا ہے۔ ایک بات بھی ہوسکتی ہے اور ساری باتیں بھی ہوسکتی ہیں۔ اِستغفار کثرت سے کریں۔ اللہ کے آگے جھک کر زیادہ پڑھیں کہ یا اللہ! پچھلے گناہ دھوڈالیے۔ میرا دل آلودہ ہے، یہ دل سوگیا، غافل ہوگیا، حقیقت کا اِدراک نہیں کر سکتا، غفلت ہے، سب کچھ بوجھل ہونے لگتا ہے، علم کی کمی سے انسان کہاں تک جا پہنچتا ہے؟ حق کا اِدراک نہیں کرسکتا، حق کو شناخت نہیں کرسکتا، پہچان نہیں سکتا۔

Online طالبہ: دعوت دینے کے حوالے سے میں یہ سوچتی ہوں کہ اگر لوگوں تک نہ پہنچایا تو اُن کا قرض رہ جائے گا اور کل یہ اللہ تعالٰی سے شکایت کریں گے۔ میرے دل میں یہ خیال نہیں ہوتا کہ وہ بچ جائیں بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا کام پورا ہوجائے۔

استاذہ: یہ اُدھورا کام ہے کہ انسان خودغرض ہوجائے۔ دعوت میں اِخلاص آتا ہی تب ہے

جب انسان دوسرے کے دُکھ کو محسوس کرے اور دوسرے کو بچانا چاہے۔ یہ چیز بھی آپ ہی کو فائدہ دے گی، آپ ہی کا دل خالص ہوگا۔ آپ جب دوسروں کا درد دل میں رکھیں گے تو اس درد کی وجہ سے آگے بڑھ کر بچانے کی کوشش کریں گے۔ یہی چیز آپ کے اعمال کو خالص کرے گی۔ اسی کی وجہ سے آپ کو ایمان کی سچی دولت ملے گی۔ اِس کی وجہ سے اعمالِ صالح کرنے کا موقع ملے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

کیا اِن سب باتوں کو share کیے بغیر آگے سیکھ سکتے تھے؟ تو آج یہ پتہ چل گیا کہ کوئی بھی کام کیوں صحیح نہیں ہوتا؟

طالبات: نیت کی وجہ سے۔

استاذہ: الحمدللہ۔ ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر بعد پھر بھول جائیں۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (بخاری:1)

''بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

نیت بڑی چیز ہے۔ اِرادہ بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ:115)

''ہم نے آدم کو عزم میں کمزور پایا''۔

طالبہ: ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جب انسان کوئی اِرادہ کرتا ہے، پھر اس کام کو کرتا ہے لیکن اگلے دن ایسا لگتا ہے کہ نہیں ابھی کچھ بھی نہیں ہوا، تسلی نہیں ہورہی ہوتی کہ ابھی تو بہت تھوڑا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کر بھی دیتے ہیں لیکن یوں لگتا ہے کہ جیسے ابھی کچھ بھی نہیں ہوا اور زیادہ بہتر ہو اور زیادہ اچھا ہو، نیت تو بندہ کرتا ہی ہے لیکن دل کو جو قرار آنا ہے، نہیں آتا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

استاذہ: دوتین باتیں ہیں اس میں۔قرار کس بات پہ نہیں آتا کہ جونیت کی تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔جونیت کی تھی اس کو پورا کرنے کے لیے ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اِس وجہ سے قرار نہیں آتا یا یہ کہ جس چیز کی نیت کی تھی اس کے صحیح ہونے پر قرار نہیں آتا؟

طالبہ: مجھے ایسے لگ رہا ہوتا ہے کہ جب بندہ نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو اُس کی نیت سے بھی زیادہ دیتا ہے الحمدللہ لیکن دل کو چین نہیں مل رہا ہوتا۔ایسے لگتا ہے کہ ابھی تو بہت تھوڑا ہے، میں نے مانگا ہی کم تھا۔پھر یہ کہ ہم زندگی کا حق ادا کر بھی رہے ہیں یا نہیں؟ یہ چیزیں مجھے سمجھ نہیں آ رہیں؟

استاذہ: پہلی بات یہ ہے کہ قرار کی جگہ دنیا نہیں ہے بلکہ آخرت دارُالقرار ہے۔انسان کچھ چیزوں کو دنیا میں تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔دنیا میں اگر وہ مل جائیں تو اِس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر دیکھیں کہ جیسے ایک انسان کے اندر آگے جانے کی بے قراری ہے، تڑپ ہے، طلب ہے۔آپ ایک چیز کو رسولوں کے اندر دیکھئے۔ اُن کو کس چیز نے چلایا تھا؟ کون سی چیز تھی جس نے اُنہیں کہیں ٹھہرنے نہیں دیا؟ یہ بے قراری تھی کہ اور زیادہ، ابھی اور آگے، اور اور، اور۔ یہ دنیا کی حرص نہیں ہے بلکہ یہ تو حرص عَلَى الآخرة ہے۔آخرت کی حرص میں کبھی قرار آنا ہی نہیں چاہیے کیونکہ قرار کا نام موت ہے۔اِس کو دوسرے معنوں میں جمود کہتے ہیں کہ ایک انسان یہ کہے کہ بس اتنا تو کرلیا، بس اتنا ہی کافی ہے۔یہ چیز انسان کے ایمان کے لیے موت کی طرح ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کا ذہنی اُفق کتنا وسیع کر دیا! جب اللہ تعالیٰ نے یہ کہا:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

"یاد کرو جب تیرے رب نے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں"۔(البقرۃ:30)

زمین میں اللہ تعالیٰ کا جو Representative ہے وہ زمین پر کیسے چین پا جائے؟ کیونکہ اُس نے تو ابھی بڑے کام کرنے ہیں۔کسی ایک حد پہ اُس نے رکنا نہیں ہے، آگے بڑھتے ہی چلے جانا ہے اور کتنا؟ جب تک پوری زمین پر اللہ تعالیٰ کا دین قائم نہیں ہو جاتا اُس وقت تک یہ ذمہ داری باقی ہے۔پھر قرار کہاں سے آئے؟ قرار نہیں آسکتا۔میں قرآنِ حکیم سے ایک بہت پیاری مثال آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔یہ رب العزت کا رسول اللہ ﷺ سے تعلق ہے۔

میرے ذہن میں یہ تصویر بنتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی حج کے قافلوں میں جا رہے ہیں دعوت دینے کے لیے اور پیچھے پیچھے ابولہب ہے جو لوگوں کو بتاتا ہے کہ یہ بے دین ہے، میرا بھتیجا ہے، دیوانہ ہو گیا ہے اِس کی بات نہ ماننا۔رسول اللہ ﷺ کو کیا محسوس ہوتا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ کی بھاگ دوڑ دیکھیں۔پھر بھی جاتے ہیں، ہر ایک کے پاس پہنچتے ہیں۔کبھی آپ ﷺ طائف جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے درمیان ہیں اور ساتھی اتنے عزیز ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں اس دھرتی پر اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد جو چیز ایک مومن کو عزیز ہوتی ہے وہ ایمان کے ساتھی ہیں۔کوئی چیز اِن سے زیادہ پیاری ہو نہیں سکتی۔اِن کا کوئی دُکھ قابلِ برداشت نہیں ہوتا، اِن کے بارے میں انسان اتنا Sensitive ہو جاتا ہے، اِن کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھتا ہے تو اور زیادہ پُش کرتا ہے، ہر چیز اُن کے آگے حاضر کر دیتا ہے، ڈال دیتا ہے اور وہ ساتھی اگر اذیتوں میں مبتلا ہوں۔ذرا رسول اللہ ﷺ کے دل کے ٹکڑوں کو تو دیکھیں: کوئی حبشہ میں ہے، کسی کی مُشکیں کَسی جا

رہی ہیں اور اُسے شہید کیا جا رہا ہے۔ سُمیہ اور یاسر دونوں کو مار ڈالا گیا تھا، کسی کے سینے پر بھاری پتھر رکھا جا رہا ہے، اِدھر سے چیخیں آ رہی ہیں، کسی کو قید کیا ہوا ہے، زنجیریں پہنائی ہوئی ہیں۔ ایک ایک ساتھی کے لیے رسول اللہ ﷺ کا دل کیسے کٹتا ہوگا؟ آپ ﷺ کیسے تکلیف محسوس کرتے ہوں گے؟ کسی کو انگاروں پہ لٹایا جا رہا ہے، کسی کی چربی پگھلائی جا رہی ہے۔ آپ اِس ماحول کا اندازہ لگا سکتے ہیں جہاں اپنے دل کے ٹکڑوں پر، وجود کے حصوں پر لوگ ظلم ڈھا رہے ہیں۔ اُن کی چیخیں، اُن کی آہیں، اُن کی فریادیں جو رسول اللہ ﷺ سنتے ہیں اور پھر بھی اور لوگوں کو دعوت دینے کے لیے نکلتے ہیں۔ پھر تکلیف محسوس کرتے ہیں کہ یا اللہ! یہ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ایک روشنی آئی ہے آسمان سے اور رسول اللہ ﷺ کا احاطہ کر رہی ہے۔ آپ ﷺ جہاں جاتے ہیں اِس light fload کے حصار میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:3)

''لگتا ہے تم اُن کے غم میں گھل گھل کر جان ہی دے ڈالو گے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے''؟

اب بتائیے کہ قرار کہاں ہے اِس زندگی میں؟ اور قرار آ جائے تو سوچیے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو قرار آ گیا ہوتا تو ہم کیسے مسلمان ہوتے؟ اگر رسول اللہ ﷺ کو قرار آ جاتا تو اسلام کیسے پھیلتا؟ آج دنیا کا سب سے بڑا مذہب کیسے ہوتا؟ اگر رسول اللہ ﷺ کو قرار آ جاتا مکہ میں تو مدینۃ النبی کیسے بنتا؟ اگر رسول اللہ ﷺ کو قرار آ جاتا تو اسلامی حکومت کیسے وجود میں آتی؟ اگر رسول اللہ ﷺ کو قرار آ جاتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کس طرح سے رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ سلسلہ جاری رکھتے؟

اگر رسول اللہ ﷺ کو قرار آجاتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی سرحدوں کی وسعت پوری دنیا تک کیسے ہوجاتی؟ یہ رسول اللہ ﷺ کی بے قراری تھی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اُتر آئی تھی۔ کہیں ایک جگہ ٹکتے نہیں تھے، ٹھہرتے نہیں تھے۔ کبھی آپ نے سوچا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی کیوں ہیں؟ اِسی وجہ سے کہ ایک بے قرار شخصیت کے ساتھ وقت گزارا ہے اور آپ دیکھیں کہ یہ بے قراری کیسی ہے؟ کہ سارا دن لوگوں کو بلایا لیکن پھر رات ہوئی، اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے ہوگئے۔ اِس بے قراری کو قرار دینے والی چیز اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے آگے آنسو بہانا، اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (1) قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (2) نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا (3) اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (4) (المزمل)

"اے اوڑھنے لپیٹنے والے! رات کو کھڑے رہا کرو، آدھی رات یا اِس سے کچھ کم کرلو یا اِس پر کچھ اور زیادہ بڑھالو"۔

دن میں بے قراری جو تھی، بے قراری کو قرار چاہیے۔ انسان کو کہیں تو سکون چاہیے اور یہ عجیب سکون ہے جو آنسوؤں کے راستے بہتا ہے۔ یہ عجیب سکون ہے جو سینے کے اندر ہنڈیا کی طرح اُبلتا ہے۔ یہ عجیب سکون ہے کہ رونگٹوں کی صورت یہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب سکون ہے جو جسم پر کپکپی طاری کردیتا ہے۔

جو سکون کی اصطلاح ہم روٹین میں پڑھتے ہیں یہ اُس سے کتنا مختلف سکون ہے! آپ اللہ کے لیے جب روتے ہیں دل کو قرار آتا ہے؟ حالانکہ بنیادی طور پر تو یہ بے قراری ہے، بے قراری کا اظہار ہے تو یہ زندگی اللہ تعالیٰ کے لیے بے قرار ہونے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تڑپنے کا، اللہ تعالیٰ کو پا لینے کا، اللہ تعالیٰ کو راضی کر لینے کا

نام ہے۔ مجھے حضرت ہاجرہؑ بہت یاد آتی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے طرزِ عمل کو ایک اور شکل میں ہمارے سامنے رکھا۔ حضرت ہاجرہؑ کو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑا تھا تو اُنہوں نے ابتداء میں سوال کیا تھا کہ مجھے کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہو؟ کس نے ایسا کرنے کو کہا؟ کیوں ہمارے ساتھ ایسا کیا؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

دیکھیں بے قرار دل کو کیسے قرار آ گیا۔ صحرا ہے، پانی نہیں ہے، کھانے کو کچھ نہیں لیکن قرار کس چیز نے دِلایا؟ اِس سوچ نے کہ ''اللہ تعالیٰ ہمیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا'' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُنہیں وہاں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ذرا سوچ کر دیکھیں کہ کرنے کے لیے حضرت ہاجرہؑ کی زندگی میں کوئی لمحہ تھا؟ حضرت ہاجرہؑ کی کوئی activity نہیں تھی، اُوپر اللہ تعالیٰ اور نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ دودھ پیتا بچہ اور کوئی وسائل نہیں، سارے رشتے کٹ گئے، شوہر بھی چلا گیا، کمانے والا بھی کوئی نہیں اِردگرد کچھ نہیں، کھانے کو کچھ نہیں، پینے کو کچھ نہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُکھ نہیں دیکھا گیا۔ پھر حضرت ہاجرہؑ بھاگتی تھیں لیکن وہ بھاگنا صرف بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی پیاس کے لیے نہیں تھا، پوری اُمت کی پیاس کے لیے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے ثابت کر دیا کہ ہاجرہؑ کا بھاگنا، ہاجرہؑ کی سعی اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے کے لیے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تھی۔

حضرت ہاجرہؑ کس قدر بے قرار تھیں، کبھی صفا پہ جاتی تھیں اور پھر بھاگ کر مروہ پہ چلی جاتی تھیں۔ کوئی آثار نظر آ جائیں، کوئی ایسا سلسلہ۔ سات چکر کاٹے تھے اور پھر ساری بے سروسامانیوں میں ایک یقین اُبھر آیا۔ پانی کی صورت آج تک وہ یقین کا نشان بنا ہوا ہے۔

اللہ والوں کو قرار کب آتا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں دیکھیے کہیں رکتے تھے؟ کبھی عراق سے فلسطین میں نکل آئے تھے۔ ایک آگ تھی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بے قرار نہیں تھے جس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر بے خطر کود پڑے تھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں سکون دے دیا تھا۔ مشکلات کے ماحول میں ابراہیم علیہ السلام کے اعصاب پوری طرح سے کنٹرول میں تھے اِس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ ایسی تسکین انسان کو مل جاتی ہے مشکل ماحول میں ایمان کی وجہ سے لیکن اِس آگ سے نکلنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل پر سکون ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہے۔ کہتے ہیں:

اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (الصّٰفّٰت:99)

"میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا"۔

ابراہیم علیہ السلام کبھی لوط علیہ السلام کی بستی میں پہنچتے ہیں، کبھی اسحٰق علیہ السلام کو depute کیا ہے کہ تم بھی اللہ کے دین کا کام کرو۔ بھتیجے کو بھی depute کیا ہے۔ جو چھوٹا سا ننھا سا دودھ پیتا بچہ چھوڑ کر آئے ہیں، اب وہ بھی بڑا ہو گیا، اب وہ بھی یہی کام کرے گا، اللہ کا کام کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیسے گھومتے پھرتے ہیں۔ ہے کہیں قرار اِس سفر میں؟ کوئی قرار نہیں ہے۔ انسان کو قرار صرف اللہ تعالیٰ کے تعلق میں ملتا ہے جو اُسے مزید آگے بڑھاتا ہے۔ یہ آگے بڑھنے کی جو طلب ہے اللہ اِسے برکتوں والا بنائے۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَاَهْلَ الْبَيْتِ !

یہی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، یہی تو اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے بے قراری عطا فرمادیں۔ اِن بے قراریوں کے ساتھ ہی تو اللہ کا کام ہوتا

ہے۔ اِنہی بے قراریوں کے ساتھ ہی تو شیطان کے راستے سے ہٹا کر آگ کے مسافروں کو جنت کے راستے پہ لایا جاتا ہے۔ یہ بے قراری کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہ لَو ہے، یہ لگن ہے، یہ تڑپ ہے، یہ شوق ہے۔ یہی چیز انسان کو رب کے راستے میں آگے لے جاتی ہے۔

طالبہ: جیسے انسان کچھ اِرادہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اگر وہ سب کچھ ہوتا جائے تو وہ انسان کے لیے امتحان یا آزمائش تو نہیں بن جاتا؟ جب سارے کام ہوتے چلے جائیں تو ڈر لگتا ہے کہ ہم سب کے لیے بھی یہ امتحان نہ ہو جائے؟

استاذہ: یہ واضح ہونا بہت ضروری ہے۔ میں وہ چیز آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں جو رب العزت نے نبی ﷺ کے سامنے رکھی۔ فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ (1) وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا (2) فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (3)

(النصر)

''جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ جائے اور فتح نصیب ہو جائے اور تم لوگوں کو دیکھو کہ جوق در جوق اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو پھر اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور اُس سے مغفرت مانگو، اُس سے بخشش مانگو۔ یقیناً وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔

جب رب کی مدد آئے تو حمد، رب کی مدد آئے تو تسبیح، رب کی مدد آئے تو اِستغفار کرنا ہے۔ بے یقینی نہیں بلکہ اِس موقع پر تو یقین اور اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ لَو لگانا ہے۔ یہ چیز انسان کو آگے بڑھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے کہ یہ میری کوشش نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے اور اِستغفار یہ کہ یا اللہ! ہم نہیں جانتے کہ کون سی چیز آپ کو

ناپسند ہو، ہماری کوئی بات، ہمارا کوئی احساس یا اللہ! جو تجھ کو پسند نہیں آیا تو معاف کر دینا۔

کاموں کے ہونے میں جب اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے تو اس پر پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ اچانک سارے کام کیوں ہو رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جب اپنا کام کروانا ہوتا ہے تو اِس کے لیے بندوں کو منتخب کر لیتا ہے۔ اقبال نے اِسی چیز کو واضح کیا کہ

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

جب آپ سے اللہ تعالیٰ کام لے تو اپنے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور ان کاموں پر بھی کہا کریں کہ یا اللہ! تو نے مجھ سے یہ کام کروایا، تو نے مجھے توفیق دی، یا اللہ! تو میری غلطیوں کو معاف کر دے، میرے اس کام کو قبول فرما لے اور اس کام کو برکتوں والا بنا دے اور اپنی طرف سے راستے کھول دے۔

طالبہ: جب گھر سے ہی اللہ تعالیٰ کا دین پڑھنے کے لیے آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی دیکھ رہا ہے کہ ہمارا وجود جہاں ہے۔ جب دل میں کوئی بات اُترتی نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیر سکتا ہے تو پھر باوجود ہماری کوششوں کے اللہ تعالیٰ دل کیوں نہیں پھیرتا؟ ایسے میں دل چاہتا ہے کہ بس مر جائیں۔

استاذہ:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

مرنا اِس کا حل نہیں ہے۔ موت تو اللہ تعالیٰ نے دینی ہی ہے۔ موت کی تمنا کرنا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو پھیر سکتا ہے، پھر دعائیں کیوں نہیں کرتے؟

پھر ہر وقت زبان پر دُعا کیوں نہیں رہتی؟ پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیوں نہیں کرتے؟ کچھ کام ایسے ہیں جو خود کرنے والے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوشش کا امتحان لینا ہے ناں! کوشش کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ انسان یہ سوچتا ہے کہ میں ایک بار کوشش کروں اور ہمیشہ پھر میرے سارے کام ہوتے رہیں۔ جس کام کے لیے جتنی کوشش کریں گے وہ اُتنا ہوگا آگے پھر کوشش، پھر کوشش، ساری زندگی کوشش۔ یہ کوشش کرنا ہی ہمارے کام آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہی کوشش ہی تو اعمالِ حسنہ میں سے ہے۔ مثلاً کوئی اپنے آپ کو ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اپنا آپ ٹھیک نہیں ہو رہا تو اچانک تھوڑی ٹھیک ہو جائے گا؟ ٹائم لگے گا ناں! جتنی بھی کوشش کریں گے اُس پر اجر ہے۔ یہ تو وصول الیٰ اللہ کا سفر ہے ناں! آپ کوششیں کر رہے ہیں، آپ رب کی طرف بڑھ رہے ہیں، اپنے آپ کو جنت کے قابل بنا رہے ہیں، اِس سفر میں گھبرانا نہیں۔

میں آپ کو کسی کے تجربات بتانا چاہتی ہوں۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ جب میں اپنے abnormal بچے کے غم میں ڈپریشن میں چلی گئی تو میرے لیے یہ سوچنا اور برداشت کرنا بے حد مشکل ہو گیا کہ میرے بچے کی ذہنی عمر ابھی اتنی کم ہے کہ ابھی وہ سمجھ نہیں سکتا۔ کہتی ہیں میں نے سوچنا شروع کیا کہ میرا بچہ کب بڑا ہوگا؟ کب اِسے سمجھ آئے گی؟ لیکن اِس process میں اپنے آپ کو جما نہیں سکی۔ میرے دل کے اندر اتنی شدید گھبراہٹ پیدا ہوگئی کہ مجھے لگا سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اِس بچے کو بھی سمجھ نہیں آئے گی اور شاید یہ کبھی بڑا نہ ہو سکے۔ دیکھیں بیج بونے کے بعد اِسی وقت ہی تھوڑی فصل لے لیا کرتے ہیں؟ بیج کو بوتے ہوئے، اِس کو تناور درخت بنتے ہوئے دیر لگتی ہے۔ اِس کے لیے مناسب وقت کا انتظار کرنا صبر ہے اور اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرۃ:153)

''یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

آگے بڑھتے رہیے اور گھبرائیں نہیں۔ عجلت اور گھبراہٹ شیطان کی طرف سے ہے کہ آخر ٹھیک کیوں نہیں ہو جاتے؟ اچانک ٹھیک نہیں ہو سکتے، وقت لگے گا اور وقت کتنا لگے گا؟

آہ کو چاہیے اِک عمر اثر ہونے تک

پوری عمر چاہیے۔ پوری عمر ہی اپنے آپ کو ٹھیک کرنے کی کوششیں کریں گے انشاء اللہ۔

online طالبہ: نیکی کا اِرادہ بھی کرتے ہیں، نیت بھی خالص ہوتی ہے مگر کام نہیں ہوتا۔ اِس کے بارے میں کیا گمان کریں؟

استاذہ: ذرا الفاظ پہ غور کیجیے گا: 'بھی کرتے ہیں'۔ 'بھی' کا لفظ اُردو زبان میں کب استعمال ہوتا ہے؟ جب کچھ اور بھی کرتے ہوں اور یہ کام بھی کرتے ہوں۔ جب کئی کام کر رہے ہوں لیکن بڑا کام کوئی کچھ اور ہے، ساتھ میں یہ بھی کرلیا۔ یعنی کچھ اور بھی خالص ہوتا ہوگا۔ یہ گمان کا لفظ یہاں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ تو شعور ہے۔ وحی کی روشنی، وحی کی دلیل، یہ سچا علم ہے جو آپ کو حقیقت تک پہنچائے گا۔ اِرادے میں کمی ہے۔ نیکی کا اِرادہ کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ دیکھیے برائی کے کون کون سے اِرادے کیے؟ فرض کریں کسی نے دس نیکی کے کاموں کا اِرادہ کیا، ساتھ میں پانچ بدی کے کاموں کا بھی اِرادہ کرلیا، پھر کیا ہوگا؟ چلیں پانچ چھوڑ دیے، ایک برائی کا کام کر لیا۔ اِس کی وجہ سے نتیجہ کیا نکلے گا؟ وہ ساری نیتیں Delete ہوں

گی، فائلیں چھپ جائیں گی۔ ایک بری نیت ساری اچھی نیتوں کو cancel کر دیتی ہے۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے زیرو کو کسی چیز کے ساتھ ضرب دیں دیں تو سب کچھ ہی زیرو ہو جاتا ہے۔ زیرو کے ساتھ جب کسی چیز کو ضرب دیں جواب کیا آئے گا؟ زیرو۔ زیرو کام نہ کریں۔ زیرو کاموں سے اپنے آپ کو بچائیں۔

دنیا کی حقیقت کیسی حقیقت ہے۔ اِس کائنات میں جو سسٹم کام کر رہا ہے اس کو کمپیوٹر میں استعمال کیا گیا، کائنات کی چیز کو کمپیوٹر کی زبان میں جب ہم دیکھتے ہیں ہر چیز یا زیرو ہے یا ون، 0,1,0,1,0,1۔ اِسی سے کمپیوٹر Language بنتی ہے اور آپ دیکھیں کہ دنیا میں کیا ہے؟ 0,1۔ جب تک تمام چیزیں زیرو نہیں ہو جاتیں ون نہیں آتا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ میں کیا ہے؟

لَا اِلٰہَ زیرو ہو گئے سارے اِلٰہ۔

اِلَّا اللہ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

صرف ایک اللہ ہے۔ برے خیالات کو جب تک آپ زیرو نہیں کر لیتے وہ دوبارہ بھی آئیں گے۔ برے خیال، بری نیتیں، برے کام، جب تک آپ اِن کو زیرو کرنے کے درپے نہیں ہو جاتے نیکی پنپ نہیں سکتی، نیکی کا اِرادہ فائدہ نہیں دے سکتا۔ بری نیت، برے کام وائرس کی طرح نیکی کو لگ جاتے ہیں، گھُن کی طرح اندر سے ختم کر دیتے ہیں۔ بظاہر اس کی شکل رہتی ہے لیکن اندر سے کچھ بھی نہیں، نیکی اندر سے دھڑام سے گر جاتی ہے۔ جیسے حضرت سلیمان g کے عصا کو گھُن لگ گیا اور جنوں کو سمجھ ہی نہیں آئی۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے حضرت سلیمان g زندہ ہیں لیکن وہ زندہ نہیں تھے۔ پھر کیا ہوا؟ جس چیز کو گھُن کھا جاتی ہے وہ گر جاتی ہے۔ نیکی کو بھی جب برائی کا

گھُن لگ جاتا ہے تو نیکی بھی گر جاتی ہے۔ انسان بھلے سے اچھے اِرادے کرتا رہے لیکن برائی کا اِرادہ یا کوئی کھڑکی انسان نے پیچھے کھول کر رکھی ہے، کوئی برا خیال کہیں اور آپ کی کوئی کنڈی اٹک گئی، آپ کو کوئی اور چیز بھی اسی طرح سے بار بار click کرتی ہے تو اِس کی وجہ سے نیکیاں دھڑام سے نیچے گر جائیں گی۔ کسی نیکی کا وجود باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرة:208)

''سب اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ''۔

کچھ بھی بچا کر نہیں رکھنا، اپنے لیے کچھ نہیں سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں۔ حوالگی ہی تو اسلام ہے اور آپ یہ دیکھیں یہ جنگ تو اندر جاری رہے گی، برائی اور اچھائی کی، نیکی اور برائی کی کشمکش اندر جاری ہی رہے گی اور آپ ایک طرف اپنے آپ کو خالص کر کے بیٹھتے ہیں، ابھی ابھی آپ اپنے دل کی کیفیت کو اچھا کر کے بیٹھتے ہیں۔ آپ باہر نکلیں گے پھر نیا proces شروع ہو جائے گا، پھر دل کے حالات بدلنے شروع ہو جائیں گے، بس پیچھا کرتے رہیں۔ جب بھی ہم سگنل پر رُکتے ہیں تو وہ ریڈ ہوتا ہے، پھر ییلو، پھر گرین، پھر ریڈ ہوتا رہتا ہے۔ سارا دن سگنل کو دیکھیں آپ کو پتہ چلے گا زندگی کی کہانی ہی تو ہے۔ آپ green تک پہنچتے ہیں پھر کوئی red چیز آجاتی ہے۔ پھر آپ اسے yellow کرتے ہیں، پھر وہ green ہو جاتی ہے، پھر آگے کوئی red آجاتا ہے۔ ایک اشارے کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا۔ کیا کریں زندگی ہے ہی یہی۔ جو Red light Prohibated ہے اِس کو آپ عبور نہ کریں ورنہ چالان ہو جائے گا اور ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ پھر چاہے آپ کی گاڑی اچھی ہے، ڈرائیور اچھا ہے، اُصول ضابطے پتہ ہیں،

بہر حال چالان ضرور ہوگا اور نیکی کی بات اندر سے اٹھتی ہے لیکن کسی red light کے آن ہونے کی وجہ سے مشکل ہو جاتی ہے تو آن ہونے نہیں دینا اور اگر آن ہو جائے تو لائٹ آف کر دینی ہے۔ ریڈ لائٹ ایریا زخطرناک ہیں، ریڈ لائٹس کو آن نہیں رکھنا۔ آپ جب red سے yellow تک پہنچتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی پہنچتے ہیں پھر green light آجاتی ہے۔ بس یہ سلسلہ تو ہر وقت جاری رہے گا۔ آپ کو اصل میں گھبراہٹ یہ ہوتی ہے کہ ابھی ابھی دل کو ٹھیک ٹھاک کر کے بیٹھے تھے پھر یہ کم بخت خراب ہو گیا۔ پھر یہ ایسے ہو گیا تو آپ اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ زندگی کے ساتھ یہ معاملہ تو ہونا ہی ہے کیونکہ

میں بھی تو گرد آلود فضاؤں میں رہتا ہوں
میرا بھی تو دامن میلا ہو سکتا ہے

اچھا یہ بتائیں کہ آپ روزانہ اپنے جسم کو صاف کرتے ہیں؟ کپڑے صاف ستھرے پہنتے ہیں؟ یہ بات سمجھ آتی ہے ناں کہ انسان جسمانی طور پر میلا ہوتا ہے؟ ایسے ہی انسان رُوحانی طور پر بھی میلا ہوتا ہے۔ ایسے ہی اُس کا قلب بھی میلا ہو جاتا ہے۔ یہ میل اُتارتے رہنا ہے۔ دنیا میں کتنی چیزیں میل اتارنے کے لیے وجود میں آ چکیں۔ کتنی فیکٹریز اس کے لیے کام کر رہی ہیں اور کتنا profitable بزنس ہے دنیا میں۔ کیا کیا چیزیں میل اتارنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں؟ کپڑوں کی، برتنوں کی، انسان کی، بالوں کی اور جسم کی اور اس جسم کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے اور کیا کیا طریقے استعمال ہوتے ہیں؟

طالبات: صابن، شیمپو، شاور جیل، ڈیٹرجنٹس، سکرب، کلینزرز، فیس واش، ٹوتھ پیسٹ، مسواک، کاٹن رولز، ٹشو وغیرہ۔

استاذہ: اب آپ مجھے بتائیں کہ ایک ایک چیز کے لیے کتنی کتنی کمپنیاں کام کر رہی ہیں؟
سوچ کے کمپنیوں کے نام بتائیں۔ نام گنوا سکتے ہیں جتنی کمپنیاں دنیا میں کام کر رہی ہیں؟ لوکل کمپنیاں ہیں، انٹرنیشنل کمپنیاں ہیں، سب کے نام بھی نہیں آتے۔ آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ تقریباً کتنے سو کمپنیاں کام کر رہی ہوں گی؟ کتنے لوگ involve ہوں گے؟ کروڑوں افراد ہیں جو Users نہیں بلکہ بنانے والے ہیں۔ 150 کمپنیاں بین ہوئی تھیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ 150 کمپنیاں تو کام نہیں کر رہیں۔ جب کوئی نیا پراڈکٹ آتا ہے، لوگ ریسرچ کرتے ہیں، پراڈکٹ بنتی ہے، اُس پراڈکٹ کے لیے بہت سے لوگ کام کرتے ہیں؟ آپ کو مختلف کمپنیوں کا وزٹ کرنا چاہیے تا کہ پتہ چلے کہ ایک بالوں کی صفائی کے لیے جہاں شیمپو بنتا ہے، وہاں کتنے لوگ کام کرتے ہیں اور کس تندہی کے ساتھ کام کرتے ہیں یا جہاں صابن بنتا ہے وہاں کیا ہوتا ہے یا جہاں ڈٹرجنٹ پاؤڈرز بنتے ہیں وہاں کیا کیا ہوتا ہے؟ اور کتنی مخلوقِ خدا involve ہے صاف ستھرا رہنے کے لیے۔

آپ دیکھیں فرش کو صاف رکھنے کے لیے، کارپٹ صاف رکھنے کے لیے کوئی کمپنیاں مصروفِ عمل ہیں؟ کوئی کام ہو رہا ہے دنیا میں؟ ہر چیز کی صفائی اور طہارت کے لیے کام ہو ٹھیک ہے، اتنی بڑی دنیا اس کام میں شریک ہے کیونکہ ایک بنیادی چیز تسلیم کی ہوئی ہے کہ مستقل صفائی رہ نہیں سکتی اور چیزیں میلی ہو جاتی ہیں اور اُن کو صاف کرنا پڑتا ہے لیکن اپنے بارے میں یہ بات کیوں دل میں آتی ہے کہ ایک بار کر لیں تو مستقل ہی رہے؟ دل بھی مستقل میلا ہوتا رہتا ہے، انسان کا شعور بھی میلا ہوتا رہتا ہے۔ یہ کام تو ہونے ہی ہیں، ہم نے کیا کرنا ہے؟ ہمیں یہ تسلیم کر لینا ہے کہ گندا ہونا ہے، خرابی آنی ہے لیکن اِس کو ٹھیک رکھنا ہے، اِس کو set کرنا ہے۔

کبھی آپ نے دیکھا ہر جگہ regulatory systems لگے ہوئے ہوتے ہیں چیزوں کو Regutale کرنے کے لیے۔ آپ کے گھر لائٹ آ رہی ہے، اِس شہر کے اندر ریگولیٹ کرنے کے لیے سسٹم موجود ہے کہ 220 وولٹیج ہی آئے۔ voltage کم آ رہی ہو تو الیکٹرانکس پہ اثر پڑتا ہے۔ اگر voltage regulataory companies کے اندر جائیں تو جو کچھ کسی کمپنی کے اندر بن رہا ہوتا ہے اُس کو ریگولیٹ کرنے کے لیے کچھ افراد موجود ہوتے ہیں جو مسلسل نگرانی کرتے ہیں کہ یہاں پر کون کون سی چیز کیسے بن رہی ہے؟ اور آیا سارا process ٹھیک طریقے سے چل رہا ہے یا نہیں؟ جہاں آئس کریم بنتی ہے کیا وہاں نگرانی ہوتی ہوگی؟ یا جہاں گھی بنتا ہے، کیا نگرانی ہوتی ہے، یا جہاں پر کپڑا بنتا ہے کیا وہاں نگرانی ہوتی ہے؟ نگرانی کرنی پڑتی ہے، نگرانی کے ساتھ ہی کوئی کام پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے تو دیکھیں اتنی بڑی پبلک involved ہے۔ اِس جہان کے اندر انسان کی اور انسان کے اِردگرد کے ماحول کی صفائی ستھرائی کرنے کے لیے کتنے افراد involved ہیں۔

ایک خاتون نے مجھ سے ملاقات کی۔ کہنے لگیں کہ میں پرابلم میں ہوں۔ میں نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب اِس علاقے میں قرآن پڑھانے کے لیے سارے انتظامات ہو رہے ہیں تو پھر یہ سارے لوگ کیوں Activate ہوگئے؟ کیوں لوگوں کو قرآن کی دعوت دینے لگ گئے، پہلے بھی تو یہاں پر کام ہو رہا ہے۔ ان علاقوں میں جائیں جہاں کام نہیں ہو رہا۔ میں نے جب اِس خاتون سے کہا کہ آپ کے دل میں یہ بات کیوں آئی؟ کہتی ہیں کہ دیکھیں میں قرآن پڑھاتی ہوں، میرے پاس افراد قرآن پڑھنے کے لئے آ رہے ہیں، مجھے یہ بتائیں مجھے قرآن سیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا دیکھو ایک انسان ایک بار پڑھ لیتا ہے تو کیا

اُسے بار بار پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی؟ جہاں پر ایک انسان یہ سمجھتا ہے کہ میری چھوٹی سی کوشش سے پورا ماحول صاف ہوگیا، اب مزید صفائی کی ضرورت نہیں ہے، گندگی وہیں ہوگی۔ گندگی کا احساس ختم ہوگیا ناں کہ بس ٹھیک ہے اتنی سی کوشش ہی کافی ہوگئی تو بس کچھ لوگوں کے اپنی ذات کے معاملے میں خیالات متاثر ہوتے ہیں، کچھ کے اجتماعی ماحول کے بارے میں، کچھ لوگوں کو ہر چیز اچھی دِکھتی ہے۔ کہتے ہیں ساون کے اندھے کو ہرا ہی دِکھتا ہے۔ الفاظ پر غور کیجئے گا ساون، اندھا اور ہرا۔ بارشوں کا موسم جب خوب بارشیں ہوتی ہیں۔ اندھا وہ ہے کہ جس کی دیکھنے کی صلاحیت ختم ہوگئی اور ہریالی کا تعلق ساون سے ہے کہ جہاں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں ہریالی بہت ہوتی ہے۔ جب بارشیں ہو رہی ہوں تو عین بارشوں میں اُس کے دیکھنے کی صلاحیت ختم ہوجائے تو اُس کو یوں ہی محسوس ہوتا ہے کہ ہر چیز ہری ہری ہی ہے۔ اگر انسان اچھا اچھا ہی دیکھتا رہے تو ماحول کی خرابیوں کو کیسے دور کرے گا؟

یہ جو ڈاکٹرز اور سرجنز ہمیشہ خرابیوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ آپ کو کیا ہوا؟ کیا مسئلہ ہے؟ کبھی نہیں کہتے کہ اچھا آپ کا کون کون سا حصہ ٹھیک ہے؟ صحت کے بارے میں نہیں، بیماری کے بارے میں پوچھتے ہیں اور سرجن کا کام کیا ہوتا ہے؟ سرجری کرے اور سرجری کے لیے اُس کی نظر کس چیز پہ ہوتی ہے؟ کتنا حصہ خراب ہے؟ ہر طریقے سے diagnose کرتا ہے، الٹرا ساؤنڈ ہوجائے، اِس کے علاوہ کوئی اور ٹیسٹ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور Exactly وہ ایریا Diagnose کر لیتا ہے کہ یہاں یہاں خرابی ہے، پھر آپریشن کر دیتا ہے لیکن اِس کے مقابلے میں آپ دیکھیں کہ جس کو sense ہی نہیں ہے اچھائی برائی کی تو کتنی بڑی بیماری ہو کہہ دے گا کہ چلو کوئی بات نہیں خیر ہے۔ یہ نادانی کی بات ہے کہ ایک انسان کو بڑی

بیماری لگی ہو اور دوسرا کہے کہ چلو کوئی بات نہیں خیر ہے، پھر کیا ہوا؟ لوگ بیمار ہو ہی جاتے ہیں۔ بھئی بیمار ہوتے ہیں تو دوا بھی تو کی جاتی ہے ناں!

ایک اَن پڑھ، جاہل، کم علم رکھنے والا بیماری پر نظر نہیں رکھتا۔ اُس کو سب اچھا اچھا ہی دِکھتا ہے لہٰذا علاج نہیں ہوتا۔ اجتماعی ماحول میں ایک انسان یہ چاہتا ہے کہ کچھ کیے بغیر سارا ماحول خود بخود سنور جائے۔ اِس Attitude کی وجہ سے اِس سوسائٹی کی اصلاح نہیں ہوتی۔ یہ بات ضمناً سامنے آگئی کہ کیسے اصلاح کی تحریک بھی پھر بری لگنے لگ جاتی ہے۔ پھر اصلاح کے لیے کیے جانے والے کام بھی اچھے نہیں لگتے تو نہ غلطت اچھی ہے اور نہ خرابی کا، گندگی اور برائی کا احساس نہ ہونا اچھا ہے۔ احساس تو دولت ہے۔ یہی احساس انسان سے کام کرواتا ہے، خرابیاں دُور کرواتا ہے۔

Online طالبہ: کسی کام کی نیت کرنے کے بعد بھی اگر کام نہ ہو رہا ہو، رُکاوٹ آ رہی ہو تو کیا کیا جائے جبکہ کوشش بھی ہو رہی ہو۔

استاذہ: نیت کے بعد دُعا کی بھی تو ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے نیت کی، آپ دُعا کر رہے ہیں، اب یہ کام نہیں ہو رہا تو مومن کو اطمینان ہے کہ میں تو لگا ہوا ہوں، چپکا ہوا تو نہیں بیٹھ گیا۔ اگر میں کام کر رہا ہوں نتیجہ نہیں بھی آ رہا تو کوشش کا اجر دینے والا رب ہے۔

اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:39)

''انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے وہ کوشش کرے''۔

یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ کام نہیں ہو رہا، رُکاوٹ آ رہی ہے تو میری غلطی کون سی ہے؟ اپنی خطاؤں، غلطیوں کو انسان دیکھتا رہے تو اِس کی وجہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے، انسان اِس کی وجہ سے توبہ و اِستغفار کرتا ہے اور اِستغفار درحقیقت دل کے دروازوں

کو کھولنے میں معاون ہوتی ہے۔زنگ آلود دروازے اللہ تعالیٰ کی مدد سے کھلتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہو جاتی ہے تو دل صاف ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

طالبہ: مجھے زندگی مشکل لگنے لگ گئی ہے۔جیسے چھوٹا سا بچہ لمبی سڑک پر تنہا چل رہا ہے چلنا بھی نہیں آتا، گرتا ہے، چلتا ہے، تھک جاتا ہے، روتا ہے، پھر چلنے لگ جاتا ہے، اوپر دیکھتا ہے، دائیں دیکھتا ہے، بائیں دیکھتا ہے، پھر ماں کو ڈھونڈھنے میں لگا رہتا ہے۔ مجھے یہ تلاش بہت طویل لگتی ہے۔دل کی دھڑکن بے قابو ہونے لگتی ہے۔دل کو قابو کر کے کیسے اِس راہ پر چلوں؟

استاذہ: بھیڑ ہے قیامت کی، پھر بھی ہم اکیلے ہیں۔یعنی اتنے سارے انسانوں کے درمیان رہتے ہوئے ایک انسان اپنے آپ کو تنہا محسوس کرے۔ پہلے تو ذہنی حالت پر شبہ لاحق ہے کہ تنہا کیوں محسوس کیا؟ مقصد ایک ہے۔ایک مقصد کے تحت جب انسان کام کر رہا ہو، چاہے وہ علم کے حصول کا ہو، چاہے وہ اپنی اصلاح کا ہو تو دوسروں سے بے تعلقی کیسی؟ تنہا کیوں محسوس کرتے ہیں؟ اپنے آپ کو الگ کر کے کیوں رکھتے ہیں؟

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ (البقرہ:27)

"وہ اُس رشتے کو کاٹ ڈالتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا"۔

آپ کی پرابلم یہ ہے کہ آپ کو ماں سامنے نظر آئے تو ماں نہیں لگتی، آپ کو ساتھی سامنے دکھائی دیں تو وہ ساتھی نہیں لگتے۔آپ Self centered ہیں۔آپ کو اپنا آپ ہی دکھائی دیتا ہے اور اپنے مسائل محسوس ہوتے ہیں اور مسائل کو جو حل کر رہا ہے اُس کا حل بھی نہیں دکھائی دیتا۔آپ آنکھیں بند کیے ہوئے چیختے چلے جا رہے

ہیں۔آنکھیں کھول کر دیکھیں ماحول بہت خوشگوار ہے الحمدللہ۔

طالبہ: ابھی آپ نے کہا کہ بیج ڈالنے کے بعد انتظار کرنا ہے لیکن اِس کا کیسے پتہ چلے گا کہ جو بیج ڈالا ہے وہ ٹھیک ہے؟ زمین میں گیا ہے یا نہیں؟ یعنی اس سے درخت بنے گا یا نہیں؟ یہ نہ ہو کہ بیج ہی ضائع ہو جائے۔

استاذہ: بیج ہو اللہ کی کتاب کا اور انسان کو شک لاحق ہو جائے کہ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ (البقرہ 2:2)

''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں''۔

شک میں مبتلا نہ ہوں، یقین کے ساتھ آگے بڑھیں۔کتاب کی بات ہے، کتاب کا علم ہے، یقین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔اب اِس یقین کے ساتھ یہ بیج grow کرے گا انشاءاللہ۔یقین ہی بیج ہے تو آپ کہتے ہیں کہ آیا وہ بیج ٹھیک ہے یا نہیں؟ تو دیکھ لیں کہ آپ کا یقین کیسا ہے؟ آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کیسا ہے؟ آپ کو آخرت کے آنے کے بارے میں کتنا یقین ہے؟ اور آپ کو اللہ کی کتاب پر کتنا یقین ہے؟ یہی چیز ہے جس نے اُگنا ہے، اِسی کے پھل لگنے ہیں، اِسی سے خُلق بننا ہے، اِسی سے dealings درست ہوں گی۔آپ کہتی ہیں کہ بیج سے درخت بنے گا یا نہیں؟ یہ آپ دیکھ لیں آپ کے اندر ایمان کتنا ہے؟ کیا یہ ایمان ہے، یقین ہے؟ مجھے بے یقینی بہت محسوس ہو رہی ہے، شک کی بیماری ہے، علاج کریں۔

طالبہ: کچھ دنوں سے ذہن میں کچھ مکس mix ہو جاتا ہے، ایک سوال ذہن میں بار بار آتا ہے کیوں؟ کیا ملے گا؟

استاذہ: الحمدللہ۔ یہ سوال پیدا کرنے کے لیے ہی تو انسان ساری کوشش کرتا ہے کہ مجھے کیا ملے گا؟ یقین کریں یہ سوال ہی تو پیدا نہیں ہوتے جس کی وجہ سے یقین نہیں اُترتا۔ کیا ملے گا؟ یہ سوال تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے کہ اگر میں نے یہ کام کرلیا تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ کو یاد ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں نے سوال کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر میں جہاد کرلوں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان لڑا دوں تو مجھے کیا ملے گا؟ جواب کیا ملا تھا؟ جنت۔ اُنہوں نے کہا: یہ لیں کھجوریں، میں گیا جنت تو اتنی جلدی انسان کو فائدہ ہوتا ہے جب انسان کو کچھ ملنے کا احساس ہوتا ہے، یقین ہوتا ہے کہ ہاں مجھے اِس کام کا صلہ ملے گا۔ یہ Reality touch ہے۔ آپ نے الحمدللہ حقیقت کو touch کیا، آپ کو مبارک باد ہو۔ کیوں؟ اور کیا ملے گا؟ یہی دراصل وہ سچے سوال ہیں جواب آپ کے اندر اُبھرنے لگے ہیں۔ یہ حق کی تلاش ہے ناں کہ میں جو کر رہی ہوں کیا مجھے آگے بڑھائے گا؟ کیا ملے گا؟ اِس پر نظر لگ جائے گی تو آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھاگنے لگیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

طالبہ: مثلاً اگر دعوت پہ جا رہی ہوں تو کیوں جا رہی ہوں؟ کیا ملے گا؟

استاذہ: الحمدللہ آج ہم نے کتنی باتیں سوچیں ناں کہ کیوں جائیں؟ کسی نے کچھ بتایا، کسی نے کچھ تو آپ اپنے آپ کو بھی خالص کریں کہ کیا ملے گا؟ اللہ تعالیٰ کی رضا، اللہ تعالیٰ کی خوشی، جنت۔ دعوت کا راستہ جنت کا راستہ ہے۔

طالبہ: جب سوچتی ہوں تو خود شاید جواب درست نہیں دے پاتی تو سب کچھ مکس ہونے لگتا ہے۔

استاذہ: اِسی لیے تو میں کہتی ہوں کہ آپ لکھا کریں، پھر آپ کو صحیح جواب ملا کریں گے۔ پھر اِن پر غور و فکر کیا کریں، پڑھا کریں۔ پھر جب صحیح جواب ملیں گے

تو آپ مطمئن ہونا شروع ہو جائیں گے۔

طالبہ: میرے ذہن میں یہ سوچ آتی ہے کہ کھانا کیوں کھا رہی ہوں؟

استاذہ: ہاں یہ دیکھیں کتنا خوبصورت سوال ہے کہ میں کھانا کیوں کھا رہی ہوں؟ آپ کے دل میں کیا آئے گا کہ میں کیوں کھا رہی ہوں؟ کسی کے دل میں آئے گا کہ بھوک لگی ہوئی ہے۔ یہ بات بھوک کو مٹانے کے لیے بھی اچھی ہے لیکن اس سے بڑی بات بھی ہے۔ کیوں کھاتے ہیں کھانا؟ قوت ملے۔ قوت کہاں استعمال کرنا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔ کیا ملے گا؟ جنت۔

طالبہ: سفر کروں تو سفر کیوں کرتی ہوں؟ اور کروں گی تو ملے گا کیا؟ کچھ پڑھنے لگ جاؤں تو کیوں پڑھ رہی ہوں؟ میری یہ سوچ کیسی ہے؟

استاذہ: اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو رہے ہیں۔ کیوں پڑھتی ہیں آپ؟ علم میں پختگی کے لیے، پختگی کیوں چاہیے؟ ایمان کے لیے، یقین کے لیے اور ایمان سے کیا ملتا ہے؟ جنت۔ ایمان تو انسان کو جنت تک لے جاتا ہے۔ الحمد للہ باطنی حواس in action ہیں۔

آن لائن طالبہ: پہلے میرا نماز میں بہت دل لگتا تھا لیکن دو تین دن سے بالکل نماز میں دل نہیں لگ رہا۔ وجہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ کیا کروں؟

استاذہ: خطائیں ہیں، غلطیاں ہیں، توبہ کریں، اِستغفار کریں، ذکر کریں، اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں، مدد مانگیں اور اچھی نماز پڑھنے کی نیت کر لیں۔ غور کریں کہ مجھے کس بات کی وجہ سے پکڑا گیا ہے؟ اور اگر نہیں بھی سمجھ آتی تو اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ مجھے کس گناہ کی سزا مل رہی ہے؟ ایک انسان کو یہ پتہ ہو ناں کہ اُس کا نقصان کتنا

بڑا ہے، اُتنا ہی زیادہ انسان پورے دل کے جھکاؤ کے ساتھ مانگتا ہے، طلب کرتا ہے۔ میں نے سعودیہ میں ایک شخص کو دیکھا، بوڑھا شخص، سفید داڑھی۔ اُس کو شرطے ہاتھ کاٹنے کے لیے پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ اُس نے چوری کی تھی۔ اُس کے حلق سے دردناک آوازیں نکل رہی تھیں کیونکہ اُس کو یقین تھا کہ ہاتھ کٹ جائے گا۔ یقین انسان کو کہاں لے جاتا ہے۔ یقین ہو کہ نماز کے اندر کیفیت درست نہیں، یہ مجھے جلا کر رکھ دے گی، اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جائے گا تو جتنا یہ احساس پختہ ہو گا، اُتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہوئے اِستغفار کریں گے، اُتنا زیادہ دل جھکے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔

آپ نے کبھی دیکھا کہ انسان کو جب پتہ ہو کہ میری کوئی بچت نہیں تو وہ کیسے مچلتا ہے، روتا ہے، سسکتا ہے، کیسے اس کے اندر سے آوازیں آتی ہیں! یہ کیفیت انسان کو رب کی معافی کا حقدار بنا دیتی ہے۔ اِتنا احساس چاہیے اور اِس کی وجہ سے انسان کے اندر Satisfaction اُترتی ہے۔

آن لائن طالبہ: بعض اوقات انسان ایک عرصہ تک دُعا کرتا ہے مگر قبولیت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ایسی صورت میں کیا کرے؟

استاذہ: ہر دُعا کے بارے میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ فوری طور پر پوری ہو جائے۔ دُعا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ یا تو وہ فوراً پوری ہو جاتی ہے یا یہ کہ اُسے آخرت کے لیے بچا کر رکھ لیا جاتا ہے اور اجر تو انسان کو ملتا ہی ہے دُعا کرنے کا۔ اگر آج پوری نہیں ہو رہی تو یقین رکھیں کہ اِس کا اجر ضرور ملے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا جاری رکھیں اور پھر یہ کہ آپ نے یہ کہا کہ قبولیت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ لگتا ہے کہ دنیا میں کچھ دیکھنا چاہتے ہیں، دنیا کی کسی چیز کے بارے میں یہ دُعا ہے ورنہ

ایک انسان دُعا کرے، استغفار کرے تو اُس کے دل کو تو یقین آجاتا ہے کہ ہاں میرے رب نے مجھے معاف کردیا یا میرا رب مجھ پر مہربانی کرے گا۔ آپ Physically کچھ چیزیں اپنے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں گی۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کی جگہ مزید کوئی خیر لکھ دی ہو اس لیے پریشان نہ ہوں۔

طالبہ: باہر نکلتے ہی دل کی کیفیت بدل جاتی ہے تو تکلیف ہوتی ہے۔ پھر جو پڑھا ہوتا ہے وہ بھی اور دوسری سوچیں بھی ذہن میں آتی ہیں۔ ساری چیزیں گڈمڈ ہوجاتی ہیں اور تکلیف ہوتی ہے۔ ایک دھڑکا سا لگ جاتا ہے کہ اب پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے؟

استاذہ: یہ دھڑکا لگنا کیسا ہے؟ ایک انسان جس وقت ایک علمی ماحول میں ہوتا ہے، ذکر کی مجلس میں ہوتا ہے اُس کی کیفیت فرق ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے شکایت کی تھی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی محفل میں ہوتا ہوں تو چین پاتا ہوں۔ جب میں آپ کی محفل میں نہیں ہوتا اپنے گھر میں ہوتا ہوں، کاروبار میں ہوتا ہوں، کہیں چین نہیں ملتا تو یہ بے چینی تو بڑی natural ہے۔ کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ شبہ لاحق ہوگیا تھا، پریشانی تھی کہ دنیا میں تو آپ ﷺ کے ساتھ رہتے ہیں، آپ ﷺ کو دیکھ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے اُنہوں نے کہا تھا: خدا کی قسم! آپ ﷺ مجھے اپنے بچے سے زیادہ پیارے ہیں لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں جب جہان سے چلا جاؤں گا، آپ ﷺ تو جنت میں اعلیٰ درجات میں ہوں گے اور مجھے یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ میں جنت جاؤں گا بھی یا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے Satisfaction کے لیے خوشخبری نازل کی۔

”جو اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہداء

میں سے اور صالحین میں سے۔ یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں''۔ (النساء:69)

میں اس کے توسط سے جو بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں وہ ایک احساس ہے، اچھے ساتھیوں کا، اچھی صحبت کا۔ اچھی صحبت انسان کو بچاتی ہے۔ ایک دوسرے کو اپنے اُوپر نگران بنائیں کہ میں کوئی غلط بات کروں تو پلیز مجھے پکڑ لینا، مجھے غلط کام کرنے نہ دینا، میرے ساتھ کوئی رعایت نہ کرنا۔ میں کچھ غلط کروں تو مجھے ضرور بتانا۔ پھر آپ اِس حصار سے نکلنے کے باوجود ایک اور حصار میں چلے جائیں گے اور الحمدللہ آپ کے پاس تو ایسے ساتھی موجود ہیں جو آپ کو بچا سکتے ہیں۔ یہ تو ایمان کے ساتھی ہیں، اِن کی قدر و قیمت پہچانیں۔ یہ آپ کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ اِن کو اپنے اُوپر نگران بنالیں۔ یہ جو آپ یہاں سے نکلتے ہیں اور سب کچھ گڈمڈ ہونے لگتا ہے، وہ گڈمڈ نہیں ہوگا، لائن اپ ہو جائے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ بھی ایک reality ہے، یہ fact ہے کہ دینی مجالس کے اندر، علمی مجالس میں نیک لوگوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے نیکی کے ماحول میں ایک انسان کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ باہر نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے حنظلہ منافق ہو گیا، حنظلہ منافق ہو گیا، حنظلہ منافق ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: حنظلہ کو کیا ہوا؟ اُنہوں نے کہا کہ جو کیفیت آپ ﷺ کی مجلس میں ہوتی ہے وہ باہر نہیں ہوتی تو آپ ﷺ نے کیا جواب دیا تھا؟ یہ ایمان کی نشانیوں میں سے ہے۔ یہی تو ایمان کی نشانی ہے، نشانیاں پہچان لیں کہ یہ تو ایمان ہے جو آپ کے دل کو چین نہیں لینے دیتا، بے چین کرتا ہے، غلطی نہیں ہونے دیتا۔ یہ اندر کی حس جاگ گئی ہے ناں، اَلرٹ ہو گئے ہیں تو اِس پر خوشی محسوس کریں لیکن جو بات میں نے پہلے بتائی وہ آپ کو بہت فائدہ دے گی۔ دوست بنائیں، اچھے ساتھی، اُن کو اپنے اُوپر

نگران بنالیں۔ اُن کو نگران بنانے کی وجہ سے آپ ہر وقت مدد محسوس کریں گے، اطمینان محسوس کریں گے کہ کوئی ہے جو مجھے بچا سکتا ہے، جو میری غلطی پر کبھی compromise نہیں کرے گا، وہ مجھے ضرور بتائے گا اور ایمان کے ساتھیوں کے حوالے سے خوشخبری دینا چاہتی ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''حشر کے دن اللہ تعالیٰ ندا دیں گے: کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے میری خاطر آپس میں محبت کی۔''

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کے لیے ایک دوسرے کے لیے تواصوا بالحق کا کام کرتے رہنا ہے، نیکی پر جمانے کا کام کرتے رہنا ہے تو اللہ تعالیٰ جب پکاریں گے اور پتہ چلے گا کہ یہ لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ ''آج جس دن کوئی سایہ نہیں ہے میں اُنہیں اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دوں گا''۔

(مسلم 6548)

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والوں کے لیے، اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی کرنے والوں کے لیے کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے مقام پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے کہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ایسے تخت بچھائے جائیں گے جو زمرد کے ہوں گے، اُن کو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے جگہ دی جائے گی''۔ (جامع ترمذی 2390)

یہ ساتھ بہت قیمتی ہے۔ اب آپ کو خود بخود ضرورت محسوس ہونے لگ گئی ہے ناں کہ اکیلے نہیں سفر ہو سکتا، ایک دوسرے کے ساتھ، ایک دوسرے کے سہارے، ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت میں جڑنے والے ایک دوسرے کو مائل

رکھتے ہیں۔ رب کی محبت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرنے کے لیے، اَخلاقی عیوب کو دور کرنے کے لیے۔ یہ ساتھ تو غنیمت ہے۔ یہ ساتھ بہت زیادہ ضروری ہے۔ یہ چیز انسان کو بچانے والی ہے۔

دو باتیں میں نے سامنے رکھیں: علمی ماحول میں ہونا اور باہر ہونا ایک برابر نہیں ہے۔ باہر جا کر انسان کی کیفیت بدلتی ہے لیکن دوسری بات یہ بتائی کہ اَدلتی بدلتی کیفیات میں ایمان کے ساتھی ثابت قدمی میں معاون اور مددگار ثابت ہوتے ہیں اور دوسری بڑی خوشخبری بھی ہے، اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حم السجدہ:30)

”یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا: اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے، اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نہ خوف کھاؤ اور نہ غم کرو اور جنت کی خوشخبری حاصل کرو“۔

گڈمڈ ہوئے، پھر بھی جمے رہے، راستہ چھوڑا نہیں، چلتے ہی رہے۔ ڈرو نہیں، خوف نہ کھاؤ، کچھ بھی گڈمڈ نہیں ہوگا، فرشتوں کا ساتھ ہے۔ وہ جو اندر سے سوال آتا ہے ناں کہ کیا ملے گا؟ تو فرشتہ کہتا ہے جنت۔ پھر انسان کے اِس بے قرار دل کو قرار آتا ہے، یقین آتا ہے اور وہ جمارہتا ہے۔ آگے بڑھ کر اِس جنت کو پانے کے لیے پھر کوشش کرتا ہے۔

آن لائن طالبہ: اگر ایک نیکی کا موقع نہ مل رہا ہو اور دوسرا نیکی کا کام کرنے میں مشکل ہو رہی ہو، دل مشکل سے اِس پر راضی ہوتا ہو تو مائنڈ سیٹنگ کیسے کریں؟

استاذہ: آپ ترتیب الٹیں گے تو خود بخود بات سمجھ آئے گی۔ دل مشکل سے راضی ہوتا ہے تو آپ کی اصل خرابی یہ ہے کہ دل راضی نہیں ہے۔ دل کو پہلے راضی کرنا ہے، مائنڈ سیٹنگ تو یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کریں، اِرادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ دل کے دروازے کھولے گا اور پھر آئینے کی دھندلاہٹ دور کریں، غلطیوں سے گریز کرنے کی کوشش کریں اور نیکی کا کام کرنے کا جب ارادہ کریں تو اِس ارادے میں اگر شیطان حائل ہو تو اللہ تعالیٰ سے کثرت سے پناہ مانگیں۔ شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگنا بہت ضروری ہے۔ مثلاً اگر شدید بارش ہو رہی ہو تو آپ چھتری لے کر چلتے ہیں تو بھیگنے سے بچ جاتے ہیں۔ شدت کی گرمی میں چھتری لے کر جاتے ہیں تو دھوپ سے بچ جاتے ہیں۔ کسی مکان کے سائے کی پناہ لے لیتے ہیں، کسی shade کے نیچے آجاتے ہیں، تب بھی آپ کی کیفیت فرق ہو جاتی ہے۔ صرف اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ نہ کریں، اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں، اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگیں۔

اللہ تعالیٰ کی پناہ بہت ضروری ہے، دُعا، اِرادہ، اِستعانت باللہ کی ضرورت ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ایک انسان اِرادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے تو راستے بننے شروع ہو جاتے ہیں، دروازے کھلتے جاتے ہیں اور نیکی کا موقع اِس لیے نہیں ملتا کہ دل گھٹا ہوا ہے، دل خراب ہے۔ نیکیوں سے انسان کا دل خراب نہیں ہوتا، گناہوں سے خراب ہوتا ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ نیکی کے کاموں سے دل خراب ہے، نیکی کرنا نہیں چاہتا۔ اصل بات یہ ہے کہ گناہوں نے اِس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ نیکی کی بات دل میں جگہ پکڑ سکے۔

آن لائن طالبہ: بیماریاں زیادہ ہیں اور پتہ نہیں چلتا کہ کون سی بیماری زیادہ بڑی ہے؟ کس کا علاج پہلے کریں؟ دل بہت زیادہ گھٹتا ہے۔

استاذہ: آپ مجھے بتائیں گے کہ انسان کے بدن کو جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں، اُن کا علاج ہرایک خود سے خود کرتا ہے یا ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے؟اور ڈاکٹر کچھ پڑھتا ہے یا کچھ پڑھے بغیر ہی علاج شروع کردیتا ہے؟مثلاً کسی کا بازو ٹوٹ گیا اور پہلوان صاحب کے پاس چلے گئے۔ ہوسکتا ہے کہ ایسا بازو ٹوٹے یا ایسی جگہ جاجڑے کہ وہ کبھی سیدھا ہی نہ ہو اور ہوسکتا ہے کہ تکا لگ ہی جائے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بازو اِتنا خراب نہیں ہوتا جتنا پہلوان صاحب توڑ دیتے ہیں۔ لہٰذا صحیح مقام پر پہنچنا چاہیے۔ ایک انسان کے لیے اپنی بیماریوں کی تشخیص خود کرنا اور اُن کا علاج کرنا ممکن نہیں ہوتا جب تک کہ اُس کے پاس اِتنا علم نہ ہو۔

میں ایک دفعہ گلا خراب ہونے کی صورت میں ایک ENT specialist ڈاکٹر کے پاس گئی تو میں نے اُن سے پوچھ لیا کہ میرا گلا مستقل خراب رہتا ہے، میری آواز بھی خراب ہوگئی ہے، بہت احتیاط بھی کی تو اِس کی کیا وجہ ہوگی؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ بیٹا! میڈیکل کالج میں داخلہ لے لیں، پانچ سال پڑھیں، پھر Specialization کریں، خود ہی پتہ لگ جائے گا تو مجھے اُن کی بات بہت اچھی لگی کہ واقعی ایک feild میں جب تک ایک انسان کو مہارت نہیں حاصل ہوجاتی، وہ کیسے ساری باتوں کو سمجھ سکتا ہے؟ یہ جو کلاس ہم نے شروع کی ہے، یہ اِسی مہارت کے حصول کے لیے اور اِسی لیے اِس کا سلسلہ انشاءاللہ تعالیٰ طویل چلے گا کہ جیسے میڈکل کالج میں بہت زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور لمبی تعلیم ہوتی ہے، ایسے ہی دل کی بیماریوں کو جاننے کے لیے، اُن کے علاج کے لیے لمبے عرصے کی ضرورت ہے اور اب آپ دیکھیں کہ ابھی تو ہم نے میڈیسن پڑھنی شروع ہی نہیں کی۔ ابھی تو ہم Anatomy پڑھ رہے ہیں، ابھی تو ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اسٹرکچر [structure] کیا ہے؟ اصل

چیز کیا ہے اور کیسے کام کرتی ہے؟ اور پھر یہ پڑھنا ہے کہ کسی چیز کا فنکشن خراب ہوتا ہے تو اُس کو کیسے درست کریں۔ یہ علاج آپ نے خود نہیں کرنا ورنہ اور بیمار ہو جائیں گی۔ دل بہت گھٹتا ہے، دل بیچارہ کیا کرے؟ اُس پر تو پتہ نہیں کون کون سے تیشے آپ چلاتی ہوں گی؟ خود کو پتہ نہیں ہوتا، انسان خود کو اور طریقے سے لے لیتا ہے۔

مثلاً ابھی سوال یہ کیا گیا تھا کہ ایک انسان جب نیکی کے کام میں آگے بڑھنا چاہتا ہے، آپ لوگوں کے دلوں میں بھی یہ بات آتی ہوگی کہ انسان کے سارے کام ہی سیدھے ہونے لگیں تو اُسے ڈر لگنے لگ جاتا ہے کہ پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ وہ اِس کو اللہ تعالیٰ کی مدد کی بجائے سمجھتا ہے کہ شاید یہ اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں، یہ میرا امتحان ہے تو نیکی کے کاموں میں جہاں معاونت ہوتی ہے، مدد ہوتی ہے اِس پر خوف نہ کھائیں، اِس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اِس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھیں اور اِس کے لیے دُعائیں کریں کہ یا اللہ! یہ سلسلہ کبھی سٹاپ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اور زیادہ مدد جاری رکھیں۔ وہ موقع ہے حمد و ثنا کا، شکر ادا کرنے کا، اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرنے کا، تسبیح کا اور اِستغفار کا۔ حمد، تسبیح، اور اِستغفار کی بجائے آپ خوف کھانا شروع کردیں گے تو یہ غلط Medicine دے دی، اِس کے اثرات بھی غلط ہوں گے۔

Online طالبہ: نیت اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہیں کر پا رہی، اِس میں ریاکاری کا عنصر محسوس ہوتا ہے۔ ریاکاری سے بچنا چاہتی ہوں، کیسے بچوں؟ نیت کو کیسے خالص کروں؟

استاذہ: کوئی خاص نیت آپ بتائیں گی تو اِس میں مدد ہو جائے گی۔ کلیئر کٹ سوال سے کلیئر

کٹ جواب ملتا ہے اور گول گول سوال سے راستے ملا نہیں کرتے لیکن generally میں ضرور بتادیتی ہوں کہ ریاکاری سے آپ بچنا چاہتے ہیں تو نیکیوں کا اظہار کرنا چھوڑ دیں۔ ریاکاری سے اگر بچنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور زیادہ فائدہ مند چیز یہ ہے کہ انسان دوسروں کو بھی روک دے کہ میرے کسی کام کا تذکرہ میرے سامنے ہونے نہ پائے اور میرے سامنے کوئی میری تعریف نہ کرے، میرے سامنے کبھی بھی مجھے Appreciate نہ کیا جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کتنی سچی بات کہی کہ کسی شخص کے سامنے اُس کی تعریف کرنے والے کا منہ مٹی سے بھر دو کیونکہ منہ مٹی سے بھرے گا تو وہ ٹھیک رہے گا۔ تعریف سے تو انسان اپنے قابو میں نہیں رہتا۔

ریاکاری سے بچنے کے لیے ماحول کو کنٹرول کرنا بہت زیادہ ضروری ہے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ سے بات کرنا کہ یا اللہ! میرے دل کو اپنے لیے خالص کر لینا، ریاکاری نہ ہونے دینا، کھوٹ نہ آنے دینا اور مسلسل اپنے عمل کا جائزہ لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بچے رہیں گے۔

آن لائن طالبہ: آخرت کی یاد اندر نہیں اُترتی۔ کیسے اُترے؟

استاذہ: آخرت کی یاد آخرت کا علم ہے۔ ہم نے اپنی گفتگو کا آغاز بھی یہیں سے کیا تھا کہ دل کے اندر کسی چیز کا علم، کسی چیز کی انفارمیشن ہے، جیسے کسی چیز کا مادی وجود ہوتا ہے تو مادی آئینے میں اُس کی تصویر بنتی ہے، ایسے ہی انسان کا شعور دِکھتا نہیں ہے، کام دِکھتے ہیں۔ اُس کے اِس شعور کے اندر علم کی تصویر تب بنتی ہے جب انسان کا قلب اچھا ہو، جب انسان کا قلب دھندلا نہ ہو، جب انسان کے قلب کے اندر گناہوں کی آلودگی نہ ہو، جب اینگل درست ہو، جب حجاب نہ ہو اور جب ایک چیز کی سمت

درست ہو۔ یہ کام کرنے پڑیں گے۔ اپنے دل کو اچھا بنانے کے لیے، اچھا علم حاصل کرنا ہے، مسلسل حاصل کرنا ہے اور پھر اپنے آپ کو گناہوں سے، غلطیوں سے بچانا ہے اور پھر اپنے آپ کو خواہشات سے بچا کر رکھنا ہے اور اپنے آپ کو اچھے ماحول میں رکھنا ہے، نیکیوں کے ماحول میں صحبت سے تربیت ہوتی ہے اور رینج سے باہر وہ تربیت نہیں ہو سکتی۔ صحبت ضروری ہے اور شیئر کرنا ضروری ہے، اپنے اندر کے معاملات کو سامنے رکھنا۔ اِس سے فرق پڑتا ہے۔

طالبہ: ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کہ آپ کسی سے کہیں کہ آپ پہ چیک رکھے تا کہ کہیں بھی غلطی یا برائی ہے تو اُس کو پکڑے تو میں یہ سوچ رہی تھی کہ ایک انسان 24 گھنٹے تو چیک رکھ ہی نہیں سکتا۔

استاذہ: جو افراد آپ کے ساتھ ہیں جتنا وہ رکھ سکتے ہیں اگر وہ اُتنا رکھیں، مثال کے طور پر چوبیس گھنٹے تو آپ بھی جاگ نہیں رہی ہوتیں۔ کچھ دیر دوستوں کے درمیان ہوتی ہیں، کچھ دیر لوگوں کے درمیان ہوتی ہیں اور کچھ دیر تنہائی میں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسے ماحول میں رکھا ہے جہاں آپ تنہا رہ نہیں سکتیں سوائے اِس کے کہ سارا ماحول خاموش ہو جائے۔ ایک silence period آپ کا ایسا ہوتا ہے کہ جب آپ سب لوگوں کے درمیان خود کو تنہا کر سکتی ہیں۔ اُس وقت پہ بھی سارے لوگ اِرد گرد موجود ہیں۔ اِس وقت الحمدللہ دیکھیں کہ کتنی نظریں لگی ہوئی ہیں؟ یہ Sincerity ہے، یہ اِخلاص ہے، ایک دوسرے کی غلطیوں کو برداشت نہ کریں اور الحمدللہ میں آپ میں یہ جذبہ محسوس کرتی ہوں۔ جب بھی کسی حوالے سے بات چیت ہوتی ہے تو آپ کی طرف سے ایک کے بعد ایک بات آنی شروع ہو جاتی ہے کہ اس فرد میں فلاں فلاں غلطی موجود ہے اور میں محسوس کرتی ہوں کہ وہ کسی کی Leg pulling کے

لیے نہیں ہوتا بلکہ اِصلاح کے لیے ہوتا ہے۔

آن لائن طالبِ علم: مجھے ہمیشہ ہی کنفیوژن رہتی ہے کہ کس فرقے کے پاس جاؤں اور کہاں سے تعلیم حاصل کروں۔ اہلِ سنت، اہلِ حدیث یا وہابی تو آپ پلیز مجھے گائیڈ کردیں کہ میں کہاں جاؤں؟ اور یہ یا اللہ، یا محمد کا کیا چکر ہے؟ میں بہت زیادہ کنفیوژ ہوں۔ اِس کے بارے میں بتادیں۔

استاذہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی بچوں کے ساتھ مدین سے مصر جارہے تھے۔ راستے میں اُنہوں نے ایک آگ دیکھی، کہنے لگے میں کوئی انگارہ لے آتا ہوں جسے تم تاپ سکو یعنی ٹھنڈک دور ہوجائے اور میں راستے کا پتہ پاسکوں تو اِس موقع پر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تو آگ میں سے آواز آئی: یہ میں ہوں اللہ! اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہاں پر کچھ بات چیت ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تو ایک بات جو کہی گئی وہ مجھے بہت پیاری لگتی ہے جو اِس موقع سے مناسبت رکھتی ہے:

''اب تو ٹھیک اپنے وقت پر آگیا ہے اے موسیٰ علیہ السلام''۔

ایسا ہے کہ انسان راستے تلاش کرتا ہے۔ جس کو کھوج لگی ہوئی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُسے کسی نہ کسی منزل تک پہنچادیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ حق کیا ہے؟ ایک انسان کو کھوج ہے، حق تک کوئی پہنچنا چاہتا ہے تو کیسے پہنچے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اِس کا جواب دیا ہے کہ آپ کو شک ہے کسی فرقے پر، ہر ایک کی دعوت پر۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ کے اندر جو فطرت ہے، جو عموماً حالات وواقعات سے مسخ ہوجاتی ہے، وہ مسخ نہیں ہوئی جس کی وجہ سے آپ فرقہ واریت کو اپنے لیے مناسب خیال نہیں کرتے کہ آپ کو شک ہوجاتا ہے کہ کس کی بات ٹھیک ہے؟ کس کی ٹھیک نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ (البقرۃ:2)

''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں''۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف آئیں، اللہ کی کتاب سے سیکھیں۔ یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی فرقہ واریت نہیں ہے۔ یہ رب کا کلام ہے، رب کا پیام ہے، دینے والا رب، لینے والا بندہ۔ یہ جب محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب پر نازل ہوا تو آپ ﷺ نے اِس کلام کے توسط سے ایسا انقلاب برپا کیا جو آج بھی ہمیں محسوس ہو رہا ہے۔ اُس کی لہریں، اُس کی بازگشت آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ ہمارا مسلمان ہونا، ہمارا حق کی تلاش میں رہنا، رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی، آپ ﷺ کے طریقے پر چلنے کی خواہش رکھنا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ اُسی انقلاب کی لہریں ہیں جس کا آغاز حرا سے ہوا تھا اور حرا میں یہ قرآن کی روشنی تھی جو رسول اللہ ﷺ کو ملی۔ نبی ﷺ کی کیفیت تو آپ کو یاد ہی ہوگی کہ آپ ﷺ ایک ہی بات کہہ رہے تھے کہ

مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ

لیکن آپ کو جب کہا گیا:

اِقْرَاْ بِسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق:1)

''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔

آپ کو بھی میں یہی بات کہنا چاہتی ہوں:

اِقْرَاْ بِسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔

رب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ رب کی بات ایک ہی ہے۔ جن لوگوں نے اِسے

بہت ساری باتیں بنالیا، اوپر اُٹھ آئیں، اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ ایک طرف رب کی بات ہے، اِس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسرے اپنی سنت۔ جب تک اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے''۔ (مؤطا امام مالک)

حق یہی ہے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کا راستہ۔ آپ بھی کبھی گمراہ نہیں ہوں گے اگر آپ سچا علم حاصل کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سچے علم سے نوازے۔

آن لائن طالبہ: ابھی بات ہوئی کہ تعریف کرنے خوشامد کرنے سے معاملات خراب ہوتے ہیں تو کیسا رہے گا کہ اگر اس پر پابندی لگادیں؟

استاذہ: بہت ہی اچھا۔ یہ پابندی اجتماعی طور پر بھی لگائی جاسکتی ہے لیکن ایک انسان جب خود دوسروں پر پابندی لگاتا ہے تو اُسے سچا علم ملتا ہے۔ Imposed Discipline زیادہ دیر تک کام نہیں دیتا، اندر کا ڈسپلن چاہیے۔ خود پابندی لگائیں۔ ہر چیز کے بارے میں آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہمیں کہا جائے پھر ہم کریں گے؟ spoon feeding نہیں ہوگی، خود کریں۔ آپ خود کریں گے تو آپ کو زیادہ فائدہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

آن لائن طالبہ: جب میں دعوتِ دین کا کام کرتی ہوں تو ذمہ داری کا احساس زیادہ ہوتا ہے اور آخرت کا احساس بھی ہوتا ہے لیکن جب لوگوں کی طرف سے رسپانس اچھا نہیں ملتا تو میرے کوششیں بھی رُک جاتی ہیں اور میں بیٹھ جاتی ہوں۔ کیا کروں؟

استاذہ: اپنا جائزہ لیں اس لیے کہ ایمان میں کمی ہے۔ آپ نے دعوت دی

تا کہ لوگ آپ کی دعوت کو قبول کرلیں، آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا رب کی طرف نہیں دیکھا۔ کیا دعوت دینے سے آپ کو رب اجر نہیں دیتا؟ آپ کا اجر جب محفوظ ہے تو آپ نے اپنا کام کرنا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طرزِ عمل کو دیکھیں، دُکھے ہوئے دل کے ساتھ بھی کام جاری رکھتے ہیں، رُکتے نہیں ہیں۔ یہ کام جاری رہے گا۔ اگر آپ رُکتے ہیں تو اپنا جائزہ لیں کہ روکنے والی کون سی چیز ہے؟ دعوت کے حوالے سے آپ کی مائنڈ سیٹنگ صحیح نہیں ہوئی۔ آپ نے دعوت کی حقیقت کو نہیں پایا کہ دراصل یہ تو انسانوں کو آگ سے بچانا ہے، انسانوں سے وہ ہمدردی وہ محبت نہیں ہے تو اُن کے ساتھ وہ اِخلاص، وہ خیر خواہی نہیں ہوگی۔ آپ خود اچھے طریقے سے اپنا جائزہ لے سکتی ہیں کہ ظلم کہاں ہے؟ لوگوں کا رسپانس اچھا نہیں بھی ہے تو کم از کم آپ کو یہ ضرور سمجھنا ہے کہ لوگوں کو شعور نہیں ہے تو میں نے بات پہنچانی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آج نہیں تو کل یہ سمجھ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بات کو ضرور ذہن میں رکھیں کہ جب عذاب کا فرشتہ آیا تھا طائف کی وادی کو آپس میں ملانے کے لیے تو رسول اللہ ﷺ نے کیا کہا تھا؟ ہوسکتا ہے کہ ان کی نسلوں میں سے کوئی اسلام کو قبول کرلے تو دعوت کے مقصد کو سمجھیں، دعوت کا مقصد واضح نہیں ہے۔ اگر دعوت الی اللہ ہے، اگر اللہ کی طرف بلا رہے ہیں تو اللہ تو موجود ہے پھر آپ کیوں رک گئے؟ آپ کو بلاتے ہی رہنا چاہیے۔